بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماھنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۱۵ | شوال المکرّم ۱۴۲۸ھ / نومبر ۲۰۰۷ء | شمارہ : ۱۱

سیّد محمود میاں
مدیر اعلٰی

سیّد مسعود میاں
نائب مدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال
بھارت، بنگلہ دیش............. سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر
برطانیہ، افریقہ.......................... سالانہ ۲۰ ڈالر
امریکہ.................................سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com
fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
اکاؤنٹ نمبر انوار مدینہ 7914-2 مسلم کمرشل بنک

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 092 - 42 - 5330311
خانقاہ حامدیہ : 092 - 42 - 5330310
فون/فیکس : 092 - 42 - 7703662
رہائش ''بیت الحمد'' : 092 - 42 - 7726702
موبائل : 092 - 333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب	۵
ملفوظات شیخ الاسلام	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی	۱۰
حکیم فیض عالم کی بے راہ رَوی	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب	۱۳
حرمتِ مصاہرت ۔ کچھ نئے	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	۲۴
عورتوں کے رُوحانی امراض	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی	۳۸
حضرت فاطمہ کے مناقب	حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی	۴۰
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۲
شیروں میں شجاعت کی کمی دیکھ رہی ہوں	ہمشیرہ بابر آفریدی شہید	۴۶
یہودی خباثتیں	جناب عبداللہ التل صاحب	۴۷
وفیات		۵۴
حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب	جناب پروفیسر میاں محمد افضل صاحب	۵۵
دینی مسائل		۵۶
خانقاہِ حامدیہ اور رمضان المبارک	محمد عامر اخلاق، متعلم جامعہ مدنیہ جدید	۵۸
سالانہ امتحان وفاق المدارس		۶۰
بزم قارئین		۶۱
اخبار الجامعہ		۶۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد !

'' مندر وہیں بنائیں گے ''

۲۵/ اکتوبر کے قومی روزناموں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ہندوستان کے صوبہ مہاراشٹر میں متعصب ہندوں نے وہاں کھویٹ والی کمان کی مسجد جو پرانی طرز کی لکڑی کی بنی ہوئی ہے کے متعلق اپنے ایک جلسۂ عام میں اشتعال انگیز گیت گایا۔ منع کرنے پر جب ہندو باز نہ آئے تو فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے اور نتیجۃً متعدد عبادت گاہیں نذرِ آتش ہوگئیں، گیت کا ایک بول یہ تھا : ''مندر وہیں بنائیں گے'' ۱

کفار کی مسلمانوں کے ساتھ عداوت اور تنگ نظری کوئی نئی بات نہیں ہے، خیر و شر میں باہمی نزاع ازل سے چلا آرہا ہے اور ہمیشہ چلتا رہے گا۔ خوش نصیب ہیں وہ نفوس جنہیں اللہ نے خیر سے وابستہ کر دیا اور بربادی ہے اُن کے لیے جو شر سے وابستہ ہوگئے۔

---

۱ اس گیت کے مزید باقی اشعار ممکن ہے اِس نوعیت کے ہوں :

مندر وہیں بنائیں گے — مسجدیں یونہی گرائیں گے
مسلم کا خون بہائیں گے — اسلام کو اَب مٹائیں گے
ہندو اِزم کو لائیں گے

مگر تشویش کی بات عالمی سطح پر مسلمانوں کی بے حسی ہے جس کی وجہ سے عالم کفر دِن بدن بے خوف ہوتا چلا جارہا ہے اور مسلمانوں کے خلاف اُن کی لام بندی میں تیزی آتی چلی جارہی ہے۔ عالم کفر کی اِس شیری کے ذمہ دار مسلم حکمرانوں کی دینی مدارس و مساجد کے خلاف حالیہ فوج کشی کے واقعات بھی ہیں جن کی تشہیر میڈیا پر عالمی سطح پر ہوئی۔ دُور اندیشی اور سیاسی حکمتِ عملی سے عاری اِس قسم کی فوجی کارروائیاں تاحال بھی جاری ہیں جو مسلمانوں اور بالخصوص ہندوستان کے مسلمانوں کی مشکلات میں اضافہ کا باعث بن رہی ہیں۔

اگر مسلم حکمرانوں اور اُن کے عوام کی بدعملی اور فسوق و فجور کا یہی حال رہا تو وہ دِن دُور نہیں کہ چشمِ فلک مزید ہولناکیوں کا نظارہ کرے لہٰذا متاعِ گم گشتہ کی واپسی کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم بدعملی اور منافقت سے باز آجائیں اور اِسلام سے اپنی وابستگی پر شرمانے کے بجائے اِس کو مضبوط کر کے فخر اور شکر سے کام لیں۔

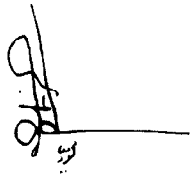

درسِ حدیث

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ جدید) ہر انگریزی مہینے کے دُوسرے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر 4:30 بمقام X-35 فیز III ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور میں مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔

رابطہ نمبر : 0333 - 4300199 - 042 - 7726702

نوٹ : سفر کے درپیش ہونے کی بناء پر درس نہیں ہو سکے گا لہٰذا کسی بھی غیر متوقع زحمت سے بچنے کے لیے مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے خواتین فون پر رابطہ کر کے درس حدیث کے انعقاد کی ضرور تصدیق کر لیا کریں۔ شکریہ

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلهم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامد یہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے۔(آمین)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان اللہ تعالیٰ کے فرمان جیسا ہے
حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت ابنِ مسعودؓ مسلکِ حنفی کی بنیاد ہیں
کون افضل ہے اِس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 54 سائیڈ A 6-12-1985)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقه سیدنا ومولانا محمد وآله واصحابه اجمعین امابعد !

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اِنِ سْتَخْلَفْتَ اگر جناب کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرمادیں تو (اچھا) ہو۔ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اِرشاد فرمایا اِنِ سْتَخْلَفْتُ عَلَیْکُمْ اگر میں کسی کو تمہارے اُوپر اپنا خلیفہ بنادوں وَعَصَیْتُمُوْہُ پھر تم اُس کی بات نہ مانو نافرمانی کرو تو تمہیں عذاب ہوگا گرفت آئے گی خدا کی، عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے عُذِّبْتُمْ اِس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ کا جو فرمان ہے وہ ایسے ہے جیسے قرآنِ پاک کی آیت اُس کا اِنکار کرنا یہ بھی خدا کے غضب کا سبب ہے جیسے قرآنِ پاک کی آیت کا انکار کرنا کفر ہے خدا کے غضب کا سبب ہے ویسے ہی وہ بھی ہے۔ اِرشاد فرمایا وَلٰکِنْ مَاحَدَّثَکُمْ حُذَیْفَةُ فَصَدِّقُوْہُ [۱] حذیفہ جو تمہیں بتائیں اُس کو صحیح سمجھنا۔

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۹

رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ حذیفہ ابنِ یمان رضی اللہ عنہ کو بہت سی باتیں بتلا رکھی تھیں جو آگے پیش آنے والی تھیں خصوصًا ایسی کہ جن میں پریشانی ہو اور سمجھ بھی کام نہ کرے معلوم نہیں کہ کون سی چیز صحیح ہے کون سی غلط ہے ایسی سب چیزوں کے بارے میں رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اُنہیں ہدایات دے رکھی تھیں۔

حضرت حذیفہؓ کے بارے میں اِس ارشاد کی حکمت :

اَب جسے ہدایات دی ہوں کسی کو کیا پتا کہ اِس کو دی ہیں ہدایات، بتلائی ہیں اِس کو وہ باتیں جو اِس آدمی کی زندگی میں پیش آنے والی ہیں اور اِس کے بعد بھی آئندہ آنے والے فتنے جو دُنیا میں اُمت کو پیش آنے والے ہیں وہ بھی جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اُن کو بتلائے۔ تو یہ بتانا بھی ضروری تھا کہ یہ آدمی ہے وہ کہ جن کو میں نے بتائی ہیں باتیں میں اِن پر اعتماد کرتا ہوں تم بھی اِن کی بات پر اعتماد کرنا۔

تو حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت نازل ہوئی ہے۔ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ بھی اِن سے ہی پوچھا کرتے تھے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تمہیں کیا بتلایا ہے؟ فلاں چیز کے بارے میں فتنوں کے بارے میں اِن حالات کے بارے میں کیا معلومات ہیں تمہاری تو یہ بتلاتے تھے تو وہ اُن پر اعتماد کرتے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت ابنِ مسعودؓ کا مرتبہ :

اِسی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جو بہت بڑے عالم ہیں خلفاء اربعہ کے بعد اُن کا نام اَسماء الرجال کی کتابوں میں آتا ہے پہلے تو لکھتے ہیں صحابۂ کرام میں حضراتِ خلفائے راشدین کے نام کہ یہ سب سے بڑے تھے صحابۂ کرام میں اور اُن کے بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ عشرہ مبشرہ کے باقی جو ہیں دس حضرات اُن کے نام لکھے جائیں لیکن ایسے نہیں کیا گیا بلکہ اُن کے بعد علمی اِعتبار سے سب سے بلند مقام حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے اِن کو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ بھیجا تھا تو اہل کوفہ کو لکھا تھا کہ اٰثَرْتُکُمْ بِعَبْدِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ عبداللہ بن مسعودؓ کو کوفے بھیج کر میں نے تم لوگوں کو اپنے اُوپر ترجیح دی ہے مجھے چاہیے یہ تھا کہ میں اِن کو اپنے پاس رکھتا لیکن میں نے تمہیں ترجیح دی ہے کیونکہ میرے تو یہ مشیر تھے مگر تمہیں پڑھائیں گے تمہیں علم سکھلائیں گے تو حضرتِ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق

حضرتِ حذیفہ بن یمان فرماتے ہیں کہ مَااَقْرَئَکُمْ عَبْدُ اللّٰہِ فَاقْرَءُ وْہُ [۱] جو کچھ تمہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پڑھائیں وہ پڑھو۔ تو رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جن حضرات کو تعلیم دی اور جن کے علم پر یادداشت پر سمجھ پر اعتماد فرمایا اُن میں اِن کا مقام جو ہے بڑا ہے۔

حضرتِ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ بیشتر ایسے ہے کہ دونوں کی رائے ایک ہوتی تھی معلومات بھی ایک جیسی ہوتی تھیں۔

مسلکِ حنفی کی بنیاد :

مسلکِ حنفی کی بنیاد جو ہے وہ تین حضرات پر بنتی ہے۔ حضرتِ عمر فاروق، حضرتِ عبداللہ بن مسعود اور حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اِن حضرات پر بنتی ہے پھر دُوسرے نمبر پر اِن حضرات کے ساتھ جو صحابۂ کرام تھے اُن کی دی ہوئی معلومات اُن کی سکھائی ہوئی چیزیں آتی ہیں۔ تیسرے نمبر پر اِن حضرات سے علمی اِستفادہ کرنے والے حضرات ہیں اور یہ سب کے سب اتفاق ایسے ہے کہ کوفہ میں ملتے ہیں اور جمع ہوتے ہیں۔ تو کوفہ علمی اِعتبار سے بھی بہت بڑا مقام تھا اگرچہ وہاں فتنے بھی رہے ہیں شرارتیں بھی ہوتی رہی ہیں سازشیں بھی ہوتی رہی ہیں لیکن اِس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ علمی اعتبار سے بہت بڑا مقام تھا وہیں امامِ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں اور وہیں یہ امام حفص ہیں عاصم ہیں قراءت قرآنِ پاک کی جو آج دُنیا میں رائج ہے یہ بھی وہی کوفے کے قاری کی قراءت ہے تو اِن حضرات کے بارے میں رائے جو آئی ہے رسول اللہ ﷺ کی اور نقل کرنے والے حضرتِ حذیفہ ابنِ یمان ہیں، اُن میں حضرتِ ابنِ مسعود کے بارے میں وہ یہ نقل فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اِرشاد فرمایا کہ مَااَقْرَئَکُمْ عَبْدُ اللّٰہِ فَاقْرَءُ وْہُ جو تمہیں عبداللہ بن مسعودؓ پڑھائیں وہ پڑھو۔

اَب ایک چیز آتی ہے کہ وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی جو ہے سورۃ اِس میں ابنِ مسعودؓ وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰیo وَالنَّھَارِ اِذَا تَجَلّٰیo وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰیo پڑھتے تھے وَمَاخَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰیo نہیں پڑھتے تھے یہ قراءت اُن کی تھی تو اِس میں اِن کے سامنے بھی اختلاف ہوتا ہوگا لیکن ایسے ہوا کہ اِن کے اعلیٰ ترین شاگرد حضرتِ علقمہ اور ایک دو اَور یہ حضرات گئے شام اور یہ دُعاء مانگ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کوئی

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۹

ایسا (صالح) ساتھی دے دے اور ساتھی سے مراد یہ تھی کہ جس کی صحبت سے ہم مستفید ہوسکیں وہ ہمیں عطاء فرما تو اِتنے میں حضرتِ ابودرداءؓ سے ملاقات ہوئی۔ اَب اُنہوں نے گفتگو کے دَوران جب اختلاف ہوئے تو پھر پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ حضرتِ ابن مسعودؓ کیسے پڑھتے ہیں وَاللَّیْلِ؟ اِنہوں نے وہ سنایا وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی o وَالنَّھَارِ اِذَا تَجَلّٰی o وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی o بس اِس پر بہت خوش ہوئے۔ کہنے لگے یہی تو میں پڑھتا ہوں اور یہ لوگ اور طرح پڑھتے ہیں وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی o اور مجھے بھی کہتے ہیں کہ ایسے پڑھو حَتّٰی کَادُوْا یَسْتَزِلُّوْنِیْ ؁ حتی کہ قریب تھا کہ یہ مجھے سارے مل کر پھسلا دیں لیکن مجھے تو یاد ہے کہ میں نے ایسے پڑھا۔ تو ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت سے اُن کی قراءت مل گئی اُنہیں بڑی خوشی ہوئی اِس سے کہ یہ اکیلے کی تو قراءت نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے مختلف لوگوں کو مختلف طرح سے تعلیم دی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا ہے کہ ایک آدمی قرآنِ پاک کی تلاوت کر رہا تھا حضرت عمرؓ کا نام بھی لیتے ہیں اور اُس نے جیسے میں نے پڑھا ویسے نہیں اور طرح پڑھا تو یہ کہتے ہیں کہ میں تو فوراً اُسے پکڑنے لگا لیکن میں نے کہا ذرا نماز پوری کرلے۔ تو اُس نے جب سلام پھیر لیا تو کہتے ہیں میں نے تو چادر اُس کے گلے میں ڈال دی اور اُس کو لے آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس کہ اِسے میں نے تو ایسے پڑھتے ہوئے دیکھا اِس نے غلط طرح پڑھا۔ قرآن میں ردّوبدل کرنے کی تو بالکل گنجائش ہی نہیں صحابی تو اِسے سن ہی نہیں سکتا تھا رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اِنہیں چھوڑو چھوڑ دیا اِنہوں نے، آپ ﷺ نے فرمایا پڑھو تو پڑھا اِنہوں نے، فرمایا ٹھیک ہے ھٰکَذَا اُنْزِلَتْ اَوْ کَمَاقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ پھر حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ سنائیں مجھے پڑھ کے، اُنہوں نے پڑھا تو پھر آپ نے فرمایا ھٰکَذَا اُنْزِلَتْ اور فرمایا اِختلاف نہ کیا کرو یعنی قراءت مختلف ہیں اگر کسی صحابی کو ایسے پڑھتے ہوئے دیکھو تو پوچھ لو اُس سے کہ تم نے کس سے سیکھا ہے؟ اگر وہ میرا نام لے کہ میں نے سکھایا ہے اُسے اِس طرح سے (تو وہ بھی ٹھیک ہے اختلاف نہ کرو) اُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ سات طرح کی گنجائش ہوتی ہے قرآنِ پاک میں کہ اِس طرح، اِس طرح، اِس طرح اِس کے کلمات پڑھے جاسکتے ہیں۔ حضرتِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تو بالکل ہٹتے ہی نہیں تھے اپنی جگہ سے وہ تو فرماتے تھے کہ میں نے ستر سورتیں تو خود رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے

؁ بخاری شریف ص ۵۳۰

سن کرسیکھی ہیں ایک سو چودہ میں سے ستر وہ فرماتے تھے کہ میں نے اُن سے سیکھی ہیں۔اَب اِتنا بڑا اشرف تو اور کسی کو شاید ہی حاصل ہوا ہو کہ رسول اللہ ﷺ سے سیکھنے کا ایسے موقع ملا ہو اور اِعتماد اُن پر سب نے کیا۔

اصل بڑائی افضلیت ہے جس کا علم صرف اللہ کو ہے :

حضرت ابن مسعودؓ ایک دفعہ کہنے لگے کہ جو صحابہ کرام اَب موجود ہیں سب جانتے ہیں کہ میں اُن سب میں زیادہ علم والا اور قراءت والا ہوں **لَقَدْ عَلِمَ الْمَحْفُوْظُوْنَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ** ﷺ اور خود فرماتے ہیں کہ **لَسْتُ بِاَفْضَلِھِمْ** ان سے افضل میں نہیں ہوں یہ صرف علم کی بات کر رہا ہوں فضیلت کی بات نہیں کر رہا فضیلت تو اللہ جانتا ہے کہ وہ کس کی ہے **لَسْتُ بِاَفْضَلِھِمْ** اور فرماتے تھے اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے اور وہاں سفر کر کے پہنچا جا سکتا ہے تو میں ضرور اُس کے پاس جاؤں اور اُس سے سیکھوں۔تواضع بہت غالب بھی اِس لیے کبھی کبھی ایسے بھی فرمایا۔

فرماتے تھے جو آدمی اِقتداء کرتا ہے وہ ہماری اِقتداء نہ کرے اُن کی اِقتداء کرنی چاہیے اُس کو کہ جو دُنیا سے خیریت سے ایمان کے ساتھ رُخصت ہو گئے کیونکہ اَبھی میں زندہ ہوں مجھے پتا نہیں ہے کہ میں کسی آزمائش میں پڑ جاؤں **فَاِنَّ الْحَیَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَیْہِ الْفِتْنَۃُ** [۲] جب تک اِنسان زندہ ہے تو اُس کے اُوپر یہ بے فکری نہیں کی جا سکتی کہ یہ فتنوں سے محفوظ ہو گیا ہے اِسے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی کوئی گمراہی اِس کے پاس سے نہیں گزرے گی یہ نہیں ہو سکتا تواضع اِتنی تھی لیکن علم اِتنا زیادہ تھا اور اِن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی ہدایت موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں اِن کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔اختتامی دُعاء.................

---

[۲] مشکوۃ شریف ص ۳۲

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

پند و موعظت :

☆ اگر قبولیت عنداللہ نصیب ہوتو نجاح وفلاح ہے ورنہ سب ہیچ ہے۔ضرورت ہے کہ اپنی قوم کومسلمان ہونے کی حیثیت سے ترقی دیں۔نسبی حیثیت سے غروراور تکبر بے موقع پیدا ہوتا ہے وہ ترقی سے مانع ہوجاتا ہے۔

☆ انسان پہاڑ کی طرح مستحکم ہو جسے نہ طوفان جنبش دے سکے نہ زلزلہ ہلا سکے میرے بھائی ! دل کومضبوط، اِرادہ کومستحکم اورطبیعت کومستقل مزاج بنایئے۔

☆ جہاں تک ممکن ہوذکر کے سلسلہ کوجاری رکھواور خداوندِ عالم کی رحمت سے نا اُمید مت رہو۔

☆ فرصت کوغنیمت جانواور اِس کوضائع مت کرو۔

☆ مطمئن الخاطر رہ کر اِن ایامِ خلوت کوغنیمت سمجھئے اور کچھ تحفۂ معرفت وقربت حاصل کر لیجیے۔

☆ تمہارا یہ کام ہے کہ اُس کریم کے دروازہ کوکھٹکھٹاتے رہو کیونکہ جو دروازہ پر دستک دیتا رہتا ہے لامحالہ کھول دیا جاتا ہے۔

☆ اپنے نفس کے کید ومکر سے کسی وقت بھی مطمئن نہ ہونا چاہیے۔

☆ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں، آج کچھ کر لیجیے کل کرنا ناممکن ہوگا۔

☆ ہمارے لیے حضرت نانوتوی اور حضرت شیخ الہند قدست اَسرارُ ہما کے کارنامے مشعل راہ ہیں۔

☆ یہ چند دِنوں کی زندگانی ہے اور پھر اس میں قوی کی طاقت اور بھی اقل (کم) ہے جس قدر بھی ممکن ہوزاد برائے راہِ آخرت اِس میں تیار کر لیجیے۔

☆ نماز کی پابندی کا خیال رکھیں۔شریعتِ مطہرہ اور سنتِ نبویہ کا جہاں تک ہوسکے خیال رکھیں۔ حقوق العباد سے حتی الوسع بچیں،توبہ زیادہ کریں،صبح وشام سُبْحَانَ اللّٰہِ ، اَلْحَمْدُلِلّٰہِ ، لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ . ایک ایک تسبیح پڑھا کریں۔

☆ کارکنوں اور ملازموں پر بھروسہ کرنا اور خود غافل ہوجانا بہت سے رؤسا کو برباد کرچکا ہے۔

☆اثناءِ ذکر میں وساوس کی وجہ سے ہرگز نہ گھبرایئے،اپنا کام کیے جایئے اور کوشش کیجیے کہ حتی الوسع جی اُسی طرف لگا رہے۔

☆ آخرت کا عذاب وہ عذاب ہے کہ دُنیا کی جملہ اَنواع کی تکالیف ایک طرف اور آخرت کے عذابوں کی ایک قسم کی تکلیف چند منٹوں کی ایک طرف ہوتو یہ آخرت والی تکلیف اُس پر بالا ہوجائے گی۔

☆ یہ(اِعتکاف) مبارک عبادت ہے۔گناہوں ہی کے اِزالہ کے لیے اِعتکاف کیا جاتا ہے اِس لیے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اعتکاف کو چھوڑنا نہ چاہیے بلکہ اِس کی طرف اور توجہ کرنی چاہیے۔

☆ صلہ رحمی سے بے پروائی،ضعفا اور کمزوروں پر تعدی کے مہلک نتائجِ دُنیویہ اور اُخرویہ مصائب لانے والے ہیں،اِن سے خلاصی کس طرح ہوگی؟

☆ تجوید اور قرآن کی تعلیم کے ساتھ کچھ دینی اور لکھنے پڑھنے کی بھی تعلیم اِبتدائی جاری رکھنی چاہیے۔

☆ جس سے تعلق ہو محض خدا کی وجہ سے ہو اور جس سے نفرت ہو محض اُسی کی وجہ سے۔قول کم ہو اور حال زیادہ ہو۔

☆ والدین کی خدمت اور خوشنودی ہر طرح سے باعثِ سعادت ہے۔

☆ اگر عورتیں اعوجاج (ٹیڑھے پن) سے پاک ہوتیں تو اَزواجِ مطہرات ہوتیں۔لہٰذا اِستقامت کو تلاش کرنا اور بالخصوص نوعمر اور ناتجربہ کار لڑکی میں اور وہ بھی دیہات کی رہنے والی لڑکی میں بہت زیادہ بے موقع بات ہے۔

☆ علائق اور اَغراض مادیہ نہایت ذلیل اُمور ہیں جن سے ہم کو سخت اِحتراز کرنا چاہیے۔ہمارے جملہ اَفعال واَعمال،حرکات وسکون محض اُس کی رضاجوئی کے لیے ہوں۔

☆ معاملات کی صفائی اَز بس ضروری ہے۔

☆ جہاں تک ممکن ہو اتباعِ سنت کا جملہ اُمور میں خیال رکھیے۔

☆ اِس وقت مسلمان عوام پر جہل اِس قدر غالب ہو گیا ہے کہ وہ اَساسِ ایمان اور اُصولِ دین سے ہی سخت غافل اور نادان ہو گئے ہیں۔ نماز اور جماعت کی پابندی پندرہ یا بیس میں بمشکل پائی جائے گی۔ عام مسلمان نماز پڑھنا ہی نہیں جانتے بلکہ نیچے طبقے والے خدا اور رسول کو بھی نہیں جانتے، کلمہ طیبہ نہیں جانتے، توحید اور رسالت کیا ہے، اسلام کے اصول اور عقائد وفرائض کیا ہیں؟ تبلیغ میں **الاهم فالاهم** پر توجہ ضروری ہے۔ مسائل اختلافیہ کی بنا پر مخالف پارٹی کے لوگ پروپیگنڈہ شروع کر کے عوام کو بدظن بنادیتے ہیں پھر اُمور متفق علیہا پر بھی مؤثر تبلیغ نہیں ہو سکتی اس لیے نمازی بنانا اور اُصول وعقائد اسلام واہل سنت کو سمجھانا، اولاً بالذات ضروری ہے، شرک سے نفرت دِلاتے وقت عبادت اصنام واحجار واشجار وحیوانات وغیرہ کو جو کہ ہنود اور دیگر کفار کرتے ہیں اور جن میں ابنائے وطن غیر مسلم قومیں مبتلا ہیں اُن کو ذکر کیا جائے اور اِس سے قوم کو سمجھایا جائے۔ اِس مقام پر قبور، تعزیہ وغیرہ کو صراحتًا نہ ذکر کیا جائے، جب نفرتِ عبادتِ غیر اللہ اُن کے قلوب میں خوب راسخ ہو جائے اور وہ مانوس ہو جائیں، اعمال مفترضہ کے عادی ہو جائیں تب اُن کو آہستہ آہستہ شرورِ حالیہ سے بھی آگاہ کیا جائے۔

☆ نماز کی وہ اسکیم جس کو میں نے متعدد خطوط میں ذکر کیا ہے جاری کرنا اَز بس ضروری ہے، ہر ممبر اِس کا پابند ہو کہ وہ کم از کم دس آدمیوں کو خواہ مرد ہوں یا عورت نماز سکھلائے گا، اور اِس کا پابند بنادے گا۔ وعظ ونصائح میں ایسے الفاظ استعمال کیے جائیں، جو عام فہم ہوں، لعن طعن، تشنیع سے احتراز کیا جائے۔

☆ اخلاص وتواضع وفروتنی کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں اور اتباع سنت بنویہ **علی صاحبها الصلوة والتحیة** میں اَدنیٰ کوتاہی کو بھی روا نہ رکھیں۔

☆ اللہ سے دُعا کرنی چاہیے کہ وہ کریم کارساز اپنے فضل وکرم سے مصائب کے بادلوں کو چھانٹ دے اور ہمارے ساتھ ایسے معاملات فرمائے جس کے ہم مستحق ہیں۔

☆ پنجگانہ نماز باجماعت پڑھیے اور لوگوں کو اِس کا پابند بنائیے۔

سلسلہ نمبر ۳۰ قسط : ۴

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حکیم فیض عالم صدیقی کی بے راہ رَوی

حضرتِ اقدسؒ اور حکیم فیض عالم صدیقی [1] کے درمیان خط و کتابت

حضرتِ اقدسؒ کا خط

آپ نے لکھا ہے : '' طرز تکلم........... ''

☆ یہ میں نے اپنی ذات کے لیے نہیں کیا ورنہ آپ اپنا سب سے پہلا خط دیکھئے۔ اِس میں مجھے آپ نے پہلے ہی کیا کچھ نہیں کہا تھا مگر میں نے اُس کا جواب نہایت نرم دیا تھا مگر آپ نے اپنے گرامی نامہ کے

---

[1] حکیم فیض عالم صاحب صدیقی غیر مقلدین کے بے نظیر و مایۂ ناز محقق ہیں۔ اِس زمانہ کے نواصب (اہل بیتؓ کے مخالفین) میں اِن کو خاص مقام حاصل ہے۔ اِنہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور تقریباً ہر کتاب میں اسلاف کو ہدفِ تنقید بنایا ہے حتّٰی کی اِن کی دَست برد سے صحابہ کرامؓ بھی نہیں بچ سکے، اہلِ بیت عظامؓ سے اِن کو خصوصی پرخاش تھی، چنانچہ اِنہوں نے اُن پر جی کھول کر سب وشتم، دشنام دہی اور دریدہ دہنی کی ہے۔ موصوف کو جہلم میں خود اپنی مسجد کے اندر ۱۹۸۳ء میں قتل کر دیا گیا تھا۔ موصوف نے اپنی کتاب ''اختلاف کا اَلمیہ'' حصہ اوّل کی طبع دوم میں حضرتِ اقدس مولانا سیّد حامد میاںؒ کے ساتھ اپنی اِسی زیرِ نظر مکاتبت کا حوالہ دیا ہے۔ (ادارہ)

نوٹ : حکیم فیض عالم صاحب کا یہ خط (جو کہ گذشتہ ماہ کی قسط میں مکمل چھپ چکا ہے) ۱۲ صفحات کا تھا اُس کا جواب خط کے جملوں کے حوالوں سے لکھا تھا وہ یہ ہے۔ (بقلم حضرتؒ)

ساتھ جو تعارف کی کتابیں بھیجیں اُن میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً کے بارے میں جو بے اصل واقعہ لکھا ہے مجھ پر وہ بہت بارِ خاطر ہوا جس کی وجہ سے جواب بھی اپنی عادت کے خلاف میں نے سخت لکھا پھر اس لیے میں نے خط کے آخر میں لکھ دیا تھا کہ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ اس آیت کے لکھنے کے باوجود آپ نے مجھے پھر یہ خط لکھ ڈالا جس میں حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک قصہ گھڑا گھڑایا کسی سے سن سُنا کر مزید بڑھا دیا یعنی زیادتی میں دو قدم اور بڑھ گئے مگر میں نے اُس کا جواب نہیں دیا کہ ایسی لغویات کا کیا جواب دوں لیکن آپ نے اِس خاموشی کو نہ معلوم بزور اِجتہاد کس معنی پر محمول کیا اور پھر دھمکی دی کہ میں پمفلٹ شائع کروں گا۔ گویا یا تو میں اِس بحث برائے بحث میں اُلجھوں یا یہ کہلانے دُوں کہ لاجواب ہو گیا اور اِس سے آپ کو غلط فائدہ اُٹھانے دوں۔ اَب ہر سوال کا جواب (معاف فرمائیں) اِسی انداز میں دینا ہی مناسب ہے جس انداز میں سوال ہے۔ آپ کی بے باکی اور اِن حضرات کی شان میں بے لگامی مجھے ناگوار ہے جو محدث ہی نہیں بلکہ فقیہ بھی تھے اور اس سے بھی اُوپر کا درجہ دیا جائے تو بجا ہوگا اور آپ یقینًا کچھ بھی نہیں۔

تدریب الراوی میں آپ جیسے حضرات کا نقشہ کھینچا گیا ہے (یہ وہی کتاب ہے جس کے مطالعہ کی آپ نے مجھے ہدایت فرمائی ہے) وہ فرماتے ہیں ''لوگوں میں ایک جماعت ایسی ہے جو حدیث کی دعوے دار ہے۔ اُن کا زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ وہ صاغانی کی **مشارق الانوار** دیکھ لیں۔ اگر اِس سے زیادہ **مصابیح بغوی** تک پہنچ گئے تو وہ اِس خیال میں ہو جاتے ہیں کہ اِس قدر دیکھ لینے سے وہ محدثین کے درجہ کو پہنچ گئے اور یہ صرف اِس لیے ہوتا ہے کہ وہ حدیث (کے علم کے درجہ) سے ناواقف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی یہ دونوں کتابیں بالکل زبانی یاد کر لے بلکہ اِتنے ہی حدیثوں کے متن اور بھی یاد کر لے تو بھی محدث نہیں ہوگا اور وہ ہرگز محدث نہیں ہو سکتا حتی کہ اُونٹ سوئی کے ناکے سے گزر جائے۔ یہ لوگ اگر علم حدیث میں اپنے خیال کے مطابق اِس سے زیادہ بڑھنا چاہیں تو **جامع الاصول ابن الاثیر** دیکھنے لگتے ہیں۔ اگر کوئی اس کے ساتھ ابن صلاح کی کتاب **علوم الحدیث** یا اُن کی مختصر کردہ کتاب **التقریب** اور نووی کی **التیسیر** اور اس جیسی کتابیں بھی مطالعہ میں شامل کر لے تو جب وہ اِس درجہ کو پہنچ جائے اُس وقت اس کے بارے میں یہ اعلان کر دیا جاتا ہے کہ یہ شیخ المحدثین ہیں، بخاریٔ دوراں ہیں اور اِسی قسم کے جھوٹے اَلقاب دیے جاتے ہیں

کیونکہ حدیث کی اِتنی مقدار جاننے سے محدث نہیں بنتا۔

محدث وہ ہوتا ہے جو سندیں، علل، اَسماء الرجال، عالی اور نازل جانتا ہو اور اِس کے ساتھ متون کا بہت زیادہ ذخیرہ یاد کر چکا ہو اور کتب ستہ اور مسند احمد بن حنبل اور سنن البیہقی اور معجم طبرانی سُنی ہوں اور ان کے ساتھ ایک ہزار جزء حدیث کے اور بھی ملائے ہوں تو یہ محدث ہونے کا کم سے کم درجہ ہوگا۔ جب وہ یہ مذکورہ کتابیں سن چکا ہو اور طبقات کی کتابیں بھی اور مشائخ کی خدمت میں جا چکا ہو اور عللِ حدیث اور رجال کی وفات وغیرہ اور مسانید پر کلام کرنے کے قابل ہو جائے تو اَب محدثین کے پہلے درجہ میں پہنچے گا پھر اللہ تعالیٰ جس کو جتنا چاہیں اور زیادہ علم عطاء فرمادیں۔ (انتھٰی تدریب الراوی ص ۹)

آپ نے اپنے مرسلہ تعارفی رِسالوں میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور اِس خط میں مولانا انور شاہ صاحبؒ پر جھوٹے قصے چھاپے اور لکھے ہیں حالانکہ یہ اِس درجہ کے محدثین تھے کہ جن کے پاس وہ لوگ پڑھنے آتے تھے جو برسوں پڑھا چکتے تھے۔ سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ''شامِ ہمدرد'' کے ایک بیان میں میں نے خود حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے بارے میں عظیم کلمات سُنے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے وہ اِن سے واقف تھے اور آپ غلط باتوں پر یقین کیے بیٹھے ہیں۔

آپ نے لکھا ہے '' میں نے اِس ضمن میں الخ ''

☆ پوچھنے والے نے یہ دریافت کیا ہے کہ آنجناب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فورًا بعد کسے خلیفہ بنائیں۔ اس پر اِن تین اکابر کے نام اِرشاد فرمائے گئے ابوبکرؓ عمرؓ اور علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَاَرْضَاھُمْ وَحَشَرْنَا مَعَھُمْ ۔ گویا اِسی حدیثِ مرفوع سے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ورضی عنہ کی اتنی زیادہ فضیلت معلوم ہورہی ہے کہ آنجناب ﷺ کے فورًا بعد بھی باوجود کم عمری کے آنجناب ﷺ کی نظر مبارک میں آپ اس منصب جلیل کے لائق تھے اور پوری طرح نباہ سکتے تھے کہ اگر ایسا کروگے تو انہیں ہدایت پر قائم اور لوگوں کو ہدایت پر لانے والا اور تم سب کو صراطِ مستقیم پر چلانے والا پاؤ گے۔ (آپ نے حدیث کے یَھْدِیْکُمُ الطَّرِیْقَ الْمُسْتَقِیْمَ کے جملہ کو الخ لکھ کر حذف کرنا اور نظروں سے غائب کرنا چاہا ہے جو نہ کرنا چاہیے تھا۔) اور دُوسری حدیث سے جو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ کتب معتبرہ نقل فرمائی ہے یہی مطلب نکلتا ہے سَأَلْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّقَدِّمَکَ یَاعَلِیُّ وَ یَأْبَی اللّٰہُ اِلَّا تَقْدِیْمَ اَبِیْ بَکْرٍ. یعنی اے علی!

میں نے اللہ سے سوال کیا کہ وہ تم کو مقدم کردے اور اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کے سوا کسی دُوسرے کو مقدم کرنے سے انکار فرمادیا۔ (فتاوٰی عزیزی ج١ ص٣٧٢)

آپ نے لکھا ہے : '' نبی اکرم ﷺ کے فرمودات ''

☆ جی ہاں رسول اللہ ﷺ کے سارے اِرشادات جمع کریں پھر نتیجہ نکالیں۔

آپ نے لکھا ہے : '' طحاوی اور مسامرہ کے اَقوال ''

☆ نہیں یہ اُن کے اَقوال نہیں بلکہ عقائد جمہور اہلِ سنت ہیں جیسے کہ عنقریب منہاج السنہ کی عبارت بھی نقل کروں گا بلکہ اِن کے مقابلہ میں آپ کا قول ایسا ہے جیسے شیعوں کا قول خَلِیْفَتُہٗ بِلَافَصْلٍ .

آپ نے لکھا ہے : '' کیا وَلَااَرٰکُمْ فَاعِلِیْنَ پرغور الخ ''

☆ آپ کی نظر حدیث کے آخری حصہ پر کیوں پہنچی۔ پہلے حصے سے بے سوچ سمجھے ہی گزر گئے۔ اگر حدیث کا مطلب وہی ہے جو آپ اور آپ کے ہم مشرب خوارج سمجھے ہیں تو آپ نے اپنے آپ کو حضرت علیؓ سے زیادہ سمجھدار خیال فرمارکھا ہے، یا یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ باوجودیکہ حضرت علیؓ خود ہی یہ روایت بیان بھی کررہے ہیں اور اِس کا مطلب بھی سمجھ رہے ہیں مگر معاذ اللہ خلافت و دُنیا کی طلب میں اس فرمان پر عمل نہیں کررہے۔ ذرا مہربانی فرماکر اِس حدیث کی سند بھی اِرشاد فرمائی ہوتی اور یہ کہ یہ حدیث حضرت علیؓ نے کس زمانہ میں لوگوں کو بتلائی۔ اگر اپنے دَورِ خلافت میں بتلائی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اُن کے اِس اِرشاد کو سُنانے کا مطلب یہ تھا کہ لوگ اِس سے بغاوت و نافرمانی نہ کریں کیونکہ لَااَرٰکُمْ فَاعِلِیْنَ یعنی ''میرے خیال میں تم لوگ ایسا نہیں کروگے'' اگر بطریقِ ملامت نہ اِرشاد فرمایا ہوتا تو حضرت علیؓ اِس حدیث کو کیوں سُناتے اور اگر اُنہوں نے یہ اِرشادِ پاک پہلے سُنایا ہے تو اِس کا تعلق دَورِ صدیقِ اکبرؓ سے ہوگا جیسا کہ میں اُوپر بیان کرچکا ہوں اور یہی بات صحیح ہے اِس لیے حضرت علیؓ کا مقابلہ حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما سے کرنا ہی نہ چاہیے کیونکہ حضرت علیؓ نے بہت زیادہ روایتوں میں شیخین کی فضیلت پر شدت سے زور دیا ہے۔

حضرت علیؓ سے صحیح روایت میں آیا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا لَایُفَضِّلُنِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ اِلَّاجَلَدْتُّہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ. یعنی جو شخص مجھ کو حضرت ابوبکر و عمر پر فضیلت دے گا میں اُس کو اِتہام لگانے والے کے برابر کوڑے لگاؤں گا۔ اُمورِ ظنیہ میں ایسی سزاء نہیں ہوتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اِنہیں قطعی

طور پر معلوم تھا اور اِس کا علم رسول اللہ ﷺ ہی سے آپ کو حاصل ہوا تھا کیونکہ اُمورِ ظنیہ میں حد نہیں لگائی جایا کرتی ہے اور تفضیلِ شیخین کے بارے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مختلف اَوقات میں مختلف کلمات اِرشاد فرمائے ہیں جو اِن سے اُن کے اَصحاب میں تقریبًا اَسّی حضرات نے سُنے اور آگے روایت کیے ہیں۔ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اِن حضرات سے مقابلہ اور موازنہ کرنا ہی دُرست نہیں ہے۔ البتہ اِن حضرات کے بعد قرآنِ پاک کے ترتیب دینے میں اور بکثرت تلاوت کرنے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان سے افضل مانا گیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روایت فتوی اور جہاد میں ان سے افضل مانا گیا ہے۔ ان دونوں حضرات میں باہم افضلیت میں خود علماء اہلِ سنت کے دو قول ہیں جن میں مذکورہ بالا طریق پر تطبیق دی جاسکتی ہے۔

رہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت، تو خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنی خلافت کے بارے میں رسالت مآب ﷺ کی زبانِ مبارک سے علم تھا۔ یہ روایت جو آپ نے ذکر کی ہے امام احمد رحمہ اللہ کی ہے اور امام احمد رحمہ اللہ ہی کی ایک اور روایت ہے جس کے آخر میں ہے **فَقَالَ عَلِیٌّ** کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتلا رکھا ہے کہ میری وفات اُس وقت تک نہ ہوگی جب تک کہ مجھے امیر نہ بنادیا جائے پھر میری ڈاڑھی میرے سر کے خون سے رنگین نہ ہو۔

اور طبرانی اور ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اِرشاد فرمایا کہ یقینًا تمہیں امیر وخلیفہ بنایا جائے گا اور یقینًا قتل کیا جائے گا اور یہ ڈاڑھی سر کے خون سے تر ہوگی۔

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین کی روایت کو بحسب المعنٰی صحیح قرار دیتے ہوئے نقل فرمایا ہے جس میں ہے کہ ''حضرت علی مرتضٰی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دُنیا سے اُس وقت تک رُخصت نہیں ہوئے کہ جب تک آپ نے ہمیں یہ نہ بتلادیا کہ آپ ﷺ کے بعد امارت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہوگی پھر عمر رضی اللہ عنہ کی پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی پھر میری رضی اللہ عنہ۔ تو میری خلافت مجتمع نہ رہے گی۔

حاکم کی ایک روایت میں ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے خوب بتلادیا تھا کہ خلافت کے بعد قوم مجھے ناپسند کرنے لگے گی۔ (اِزالۃ الخفاء ص ۳۷۵)

ابو الاسود الدئلی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اُنہوں نے فرمایا کہ میرے پاس

عبداللہ بن سلام آئے اور میں سفر عراق کے اِرادہ سے سوار ہو چکا تھا تو اُنہوں نے کہا کہ آپ عراق نہ جائیں اگر آپ عراق گئے تو تلوار سے شہید کر دیئے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم تم سے پہلے مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہی بتلا دیا تھا الخ۔ (اِزالۃ الخفاء ص ۲۷۷)

نیز آپ کی سمجھ کے مطابق اگر حضرت علیؓ کی خلافت منعقد بھی نہ مانی جائے تو حضرت حسنؓ کی خلافت بھی دُرست نہ ہوگی۔ حالانکہ وہ حدیثِ صحیح کی رُو سے دُرست ہے کہ آقائے نامدار ﷺ نے اِرشاد فرمایا اِنَّ اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ اَلْحَدِیْثِ. (بخاری) یا حضرت علیؓ کی خلافت بھی دُرست ماننی پڑے گی تاکہ حضرت حسنؓ کی جانشینی دُرست قرار پائے اور حدیثِ صحیح کے اَلفاظ اور مفہوم سے حدیثِ احمدؒ کے مفہوم کا تعارض نہ ہو۔

ہاں لَا اَرٰکُمْ فَاعِلِیْنَ سے حضرت معاویہؓ وغیرہم بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی طرف سے جب اُن کے نام شام کی گورنری سے معزولی کا پروانہ پہنچا تو اُنہوں نے نامزد گورنر کو چارج دینے سے انکار کر دیا۔ ورنہ حضرت علیؓ صحیح راستہ پر چلتے اور سب کو چلاتے۔ یہ بدگمانی اُنہوں نے دُرست نہیں کی اور بخاری شریف کی روایت سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کا باغی ہونا ثابت ہے۔ وَیْحَ عَمَّارٌ تَقْتُلُہُ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ بے چارے عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی۔ (بخاری ص ۶۴) اِس لیے حضرت علیؓ کا یہ فتوی دُرست ہے کہ اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَیْنَا ہمارے بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کر دی ہے۔

نیز حقیقی اہلِ حدیث علماء کا ہمیشہ سے یہ معمول چلا آ رہا ہے کہ وہ حدیثِ مرفوع کا مطلب علماء متقدمین کے اَقوال کی روشنی میں سمجھتے ہیں کہ اُنہوں نے کیا سمجھا ہے اور اُنہوں نے اپنے اساتذہ سے کیا سُنا ہے اور راوی حدیث نے خود بھی اس پر عمل کیا ہے یا نہیں اور اُسی کے مطابق فتوی دیا ہے یا اُس کے خلاف فتوی دیا ہے یہ بہت ہی دقیق کام ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح بخاری'' میں اپنے اِسی طرزِ عمل کو اختیار کیا ہے۔ شروع ہی میں اِس کی مثال دیکھ لیجیے۔ کتاب الایمان کے پہلے باب میں کتنے اَقوال اور آیات پیش کی ہیں اور پھر باب سے متعلق حدیث صرف ایک ہی لائے ہیں۔ آپ اگر اِس طریقہ پر چلیں گے تو صحیح معنٰی میں آپ اہلِ حدیث ہوں گے اور یہی سلفی طرز ہے اور اَسلم ہے۔ کیا اس حدیث سے اس زمانہ میں کسی نے یہ استدلال کیا ہے جو

آپ کررہے ہیں بلکہ استدلال نہ کرنا ثابت ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرۃ العینین میں تحریر فرماتے ہیں معاویہ قبل از تحکیم ادعاء خلافت نہ کردہ بود و بیعت خلافت نگرفتہ ص ۴۷۸۔ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تحکیم سے پہلے دعوی خلافت ہی نہ کیا تھا اور لوگوں سے بیعت خلافت نہیں لی تھی۔

آپ نے لکھا ہے : '' اپنے آپ پر تنگ پاکر الخ ''

☆ ان باتوں کی تو کسی کذاب نے آپ کے ہی کانوں میں آکر خبر دی ہوگی ورنہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تو اِنہیں ہی صاحبِ حق مانتے ہیں۔ شاہ صاحب کا اسم گرامی اِس لیے لے رہا ہوں کہ ائمہ اسلام طحاوی اور ابنِ ہمام جیسے حضرات کی بات تو آپ کے نزدیک معتبر نہیں ہے اور شاہ صاحب کا نام نامی آپ نے شروع ہی سے استعمال کیا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو جو جواب دُوں وہ اِن ہی حضرات کے حوالوں سے دوں جن کے حوالے آپ نے خود دیئے ہیں تاکہ یا آپ مانیں یا ان حضرات سے بھی کٹ کر پوری طرح خارجیوں کی صف میں جا کھڑے ہوں۔ ذرا کلیجہ پہلے تھام لیں پھر پڑھیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں :

> اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی خلافت پر جو اجماع ہوا اور اس اجماع سے حضرت معاویہؓ خارج رہے تو اِس سے اِس اجماع میں کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ اس واسطے کہ اُس وقت آپ کا اجتہاد اِس درجہ کا تھا کہ آپ اہلِ حل وعقد میں شمار ہو سکتے اور علاوہ اِس کے خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی نص سے ثابت ہے اور نص کے مقابلہ میں اجتہاد کا ہرگز کچھ اعتبار نہیں۔ (فتاوی عزیزیہ ج ۱ ص ۲۰۳)

اَب فرمائیے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اُس وقت تک باوجود اِن کے صحابی ہونے کے اِس درجہ کا مجتہد بھی نہیں مانتے کہ اہلِ حل وعقد میں داخل ہوں۔ تو لامحالہ اِن سے اُوپر کے درجہ کے صحابی ہی اہلِ حل وعقد میں اُس وقت شمار ہوتے ہوں گے جن کے بیعت ہوجانے کی وجہ سے اجماع کا لفظ شاہ صاحب نے فرمایا۔ اور آپ کہتے ہیں کہ : ''کسی ایک صحابی نے بھی سیدنا علیؓ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی''۔ یہ آپ نے کسی کتابچہ میں پڑھ کر یاد کرلیا۔ ذرا اِس کا حوالہ بھی لکھا ہوتا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں :

''حضرت معاویہ ابن ابی سفیان صحابی ہیں اور آنجناب کی شان میں بعض حدیثیں بھی آئی ہیں اور آنجناب کے بارے میں علماء اہلِ سنت میں اختلاف ہے۔ علماء ماوراء النہر اور مفسرین اور فقہاء کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ کی حرکات جنگ و جدل جو حضرت مرتضٰی علیؓ کے ساتھ ہوئیں وہ صرف خطاء اجتہادی کی بناء پر تھیں اور محققین اہلِ حدیث نے تتبعِ روایات کے بعد دریافت کیا ہے کہ یہ حرکات شائبہ نفسانی سے خالی نہ تھیں اور اِس تہمت سے خالی نہیں کہ جنابِ ذی النورین حضرت عثمانؓ کے معاملہ میں جو تعصب اُمویہ اور قریشیہ میں تھا اُسی کی وجہ سے یہ حرکات حضرت معاویہؓ سے وقوع میں آئیں تو اِس کا غایت نتیجہ یہی ہے کہ وہ مرتکب کبیرہ کے اور باغی قرار دیئے جائیں الخ۔'' اس سے چند سطور کے بعد فرماتے ہیں '' حضرت معاویہؓ کے صحابی ہیں آپ کے حق میں آنحضرت ﷺ کی شفاعت کی زیادہ اُمید ہے، اور یہ بھی زیادہ متوقع ہے کہ صاحبِ حق یعنی حضرت مرتضٰی علیؓ اپنا حق معاف فرمادیویں گے۔'' (فتاوی عزیزی ج ۱ ص ۳۷۳)

اور ملا علی قاریؒ نے مرقات جلد پنجم میں لکھا ہے معاویہ رضی اللہ عنہ اخطأ فی الاجتھاد۔ ص ۵۸۳۔

ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں **وجماھیر اھل السنة متفقون الخ** ۔یعنی تمام کے تمام اہلِ سنت اِس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ افضل ہیں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے چہ جائیکہ معاویہؓ وغیرہ۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دَورِ خلافت میں مسلمان دو گروہوں میں بَٹ گئے تھے، ایک گروہ نے تو اِن سے جنگ کی اور ایک وہ تھا جو اُن کے ساتھ تھا۔ تو خود حضرت علیؓ اور اُن کے ساتھی دو جماعتوں میں افضل جماعت تھی جیسے صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ مسلمانوں میں اختلاف کے زمانہ میں ایک جماعت خروج کرے گی اُس کو وہ (گروہ) جماعت قتل کرے گی جو دو گروہوں میں حق کی زیادہ حقدار ہوگی۔ تو اِس جماعت کو حضرت علیؓ اور اُن کے ساتھیوں نے قتل کیا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت معاویہؓ اور اُن کے ساتھیوں سے زیادہ حقدار تھے۔ لیکن اہلِ سنت عمل اور علم کے ساتھ بات کرتے ہیں اور ہر ایک کو جتنا اُس کا حق ہے وہ دیتے ہیں۔'' (منہاج السنة ج ۲ ص ۱۹۶ مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ)۔ اِس سے بہت پہلے ۵۳۶ھ میں قاضی ابوبکر ابن العربی المالکی نے ''**العواصم من القواصم**'' میں کہا ہے۔ ''حضرت عثمانؓ شہید کردیئے گئے تو رُوئے زمین پر خلافت کا حقدار حضرت علیؓ سے زیادہ کوئی نہیں تھا۔ (ص ۱۹۴)

دُوسری جگہ وہ لکھتے ہیں کہ ''خلفاء ثلثہ کے بعد خلیفۂ رابع کے برابر قدر و منزلت علم و تقوے اور دین کے اعتبار سے کوئی نہ تھا تو اُس وقت بیعت منعقد ہوئی۔ اور اگر حضرت علیؓ کی بیعت میں جلدی نہ کی جاتی تو اُن اوباشوں کے ہاتھوں جو مدینہ میں تھے وہ کچھ ہوتا کہ جس سے معاملہ ایسا پارہ پارہ ہوجاتا کہ پیوند بھی نہ لگایا جاسکتا۔ لیکن ان سے مہاجرین و اَنصار نے بشدت اصرار کیا اور حضرت علیؓ نے اسے فرض جانا تو انہوں نے بات مان لی۔'' (العواصم من القواصم ص۱۴۳)

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ نے بالاکراہ بیعت کی ہے تو جواب یہ ہے کہ **حَاشَا لِلّٰہِ اَنْ یُّکْرَھَا لَھُمَا وَلِمَنْ بَایَعَھُمَا** کہ حاشا اللہ کہ اِن پر جبر کیا گیا ہو یا جس نے بیعت لی اُس نے ایسی صورت کی ہو۔ (العواصم ص۱۴۴)

اگر یہ کہا جائے کہ اُنہوں نے اِس شرط پر بیعت کی تھی کہ حضرت علیؓ قاتلینِ عثمانؓ کو قتل کریں گے **قُلْنَا ھٰذَا لَایَصِحُّ** یعنی تو جواب یہ ہے کہ بیعتِ خلافت میں ایسی شرط نہیں ہوا کرتی۔ یہ بات دُرست نہیں بلکہ بیعت میں یہ کہا جاتا ہے کہ امیر المؤمنین حق فیصلے دیں گے (حکم بالحق) اور اِس کی صورت یہ ہوا کرتی ہے کہ خون کا مطالبہ کرنے والا دعویٰ پیش کرے۔ مدعٰی علیہ کو طلب کیا جائے اور دعویٰ دائر ہو کہ مدعٰی علیہ اِس کا جواب دے سکے اور گواہ پیش ہوں اور فیصلہ دیا جائے اور ویسے ہی اگر ہجوم کر کے کوئی بات امیر پر زور ڈالنے کے لیے یوں ہی کہی جائے (یا اُمیر دباؤ ڈال کر کسی کے بارے میں یوں ہی مطلق بات کہے) یا بغیر تحقیق کے کسی کام کی کسی کی طرف نسبت کی جائے اور بات طرفین سے سُنے بغیر فیصلہ دلایا جائے **فَلَیْسَ ذَالِکَ فِیْ دِیْنِ الْاِسْلَامِ** یعنی یہ تو دینِ اسلام میں ہے ہی نہیں۔'' (العواصم ص۱۴۶)

اور اس سے بہت زیادہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرۃ العینین میں یہی بیان اور اَسناد سے اور زیادہ مفصل طرح تحریر فرمایا ہے۔

آپ نے لکھا ہے : '' **اَلْخِلَافَةُ بِالْمَدِیْنَةِ وَالْمُلْکُ بِالشَّامِ** بھی آپ کی نظر الخ ''

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی مدینہ منورہ میں منعقد ہوئی۔ وہاں سے باہر جانا یا ٹھہرنا بغاوت وغیرہ کی وجہ سے ہوا ہے اور کسی کام سے امیر المؤمنین کا باہر جانا اگر اِس حدیث کے خلاف ہے تو حضرت عمرؓ کے اَسفار کی کیا توجیہ ہوگی ؟۔

آپ نے لکھا ہے : '' یا جاہل جو چاہیں الخ ''

☆ میں نے آپ کو جاہل کہاں لکھا ہے؟

آپ نے لکھا ہے : '' علماء دیوبند سے ناممکن ہے ''

☆ آپ اِس فکر میں کیوں دُبلے ہو رہے ہیں؟

آپ نے لکھا ہے : '' یہ فقرہ ہی اَدبی لحاظ سے غلط ہے''

☆ آپ تو بڑے ادیب ہیں، اصلاح فرمادی ہوتی مگر سمجھ کر۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ شروع خط سے اَب تک اِس مغالطہ میں رہے ہیں کہ میں کوئی اُردو کا محاورہ استعمال کر رہا ہوں۔ اُردو میں یہ کہا جاتا ہے کہ ''یا یہ بات صحیح ہے اور اگر یہ بات صحیح نہیں ہے تو غلط ہے''۔ (یعنی بقول آپ کے باطل ہے) حضور! میں اُردو کی باتیں نہیں کر رہا تھا۔ میں حدیث کی اِصطلاح عرض کر رہا تھا کہ اُصولِ حدیث میں صحیح ورنہ غلط نہیں چلا کرتا بلکہ صحیح کے بعد حسن پھر ضعیف پھر جھوٹ اور باطل ہوتا ہے بلکہ حدیثِ حسن کو بعض محدث صحیح کی قسم قرار دیتے ہیں۔ اسی تدریب الراوی میں ہے جس کا کہ آپ نے اپنے خط میں حوالہ دیا ہے کہ وَلِهٰذَا اَدْرَجَتْهُ طَائِفَةٌ فِيْ نَوْعِ الصَّحِيْحِ ص ۹۱ یعنی اِسی وجہ سے کہ اِس سے استدلال کیا جاتا ہے اِسے ایک جماعت نے صحیح کی قسم قرار دیا ہے۔ لیکن آپ مدینۃ العلم کو جو حدیثِ حسن ہے۔ اپنا دل چاہنے کی وجہ سے ضعیف سے بھی نیچے باطل کے درجہ میں گرا رہے ہیں۔ آپ کو شاید معلوم ہو کہ دُنیا بھر کے محدثین آج تک حدیثِ حسن کو دلیل بنا کر اِسے سچ تسلیم کرتے ہوئے اُس پر عمل کرتے آئے ہیں۔ اس سے آگے حدیثِ ضعیف کا درجہ آتا ہے یعنی وہ حدیث جو کمزور درجہ کی ہو۔ پھر اِس سے آگے باطل کا درجہ آتا ہے۔ اسے حدیث ہی نہ کہیں تو بہتر ہے۔ وہ موضوع ہوتی ہے۔ یعنی کسی کی من گھڑت بات حدیث بنا کر بیان کی جائے یا لکھ دی جائے ایسی نام نہاد حدیثوں کو الگ کر کے مستقل کتابوں میں ہر زمانہ میں لکھا جاتا رہا ہے تاکہ لوگ دھوکہ میں نہ آئیں۔

حدیث انا مدینة العلم وعلی بابها موضوع تو کیا ہوتی ضعیف بھی نہیں ہے۔ میرے الفاظ میں تعارض نہیں بلکہ آپ اُصول حدیث کا مطلب نہیں سمجھ سکتے تھے اِسے لیے تعارض نظر آرہا تھا۔

آپ نے لکھا ہے : '' اُدھار کھائے بیٹھے ہیں الخ''

☆ آپ اِتنی جلدی کیوں برہم ہوئے جاتے ہیں۔ میں نے تو لکھا تھا کہ اگر یہ بات ایسے ہے تو یوں ہے۔ '' اگر '' حرفِ شرط ہے۔اور میں نے مشروط لکھا تھا۔اگر یہ بات نہ تھی تو فقط یہ لکھنا کافی تھا کہ ''میں نے نہیں لکھا بلکہ صاحبِ مضمون نے لکھا ہے''۔

آپ نے لکھا ہے : '' تحریر فرماتے ہیں...... ''

☆ جو وہ تحریر فرماتے ہیں وہ یہ ہے : (۱) اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ یا اَنَا دَارُالْحِکْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا . نہ تو صحیحین میں ہے اور نہ روایت ذکر کرنے والے اِس کی تصحیح کرتے ہیں۔ (۲) ترمذی نے اِس کی تحسین کی ہے جس میں لغیرہ ہونے کا بھی احتمال ہے اور ممکن ہے کہ کسی نے اِس کی تصحیح بھی کی ہو۔کتابیں ۱ ہمارے پاس موجود نہیں ہیں کہ اُن کا انکشاف کیا جاتا ہے۔تاہم یہ حدیث اُن روایات سے مقابل ہونے کی طاقت نہیں رکھتی جو بالاتفاق صحیح ہیں۔پس بوقتِ تعارض ساقط ۲ سمجھی جائے گی۔

(۳) اگر اس کے مفہوم میں تعارض ۳ نہ ہو تو البتہ قابلِ اعتماد قرار دی جاسکتی ہیں مگر جب ہم لفظ مدینہ اور لفظ باب میں غور کرتے ہیں تو سمجھ میں آتا ہے کہ مدینہ اُس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت سے مکانات مجتمع ہوں۔ایک مکان دس پندرہ مکانات والی آبادی کو ''مدینہ'' نہیں کہا جاتا۔خود لفظ مدینہ کا لغوی مفہوم بھی اجتماع پر دلالت کرتا ہے۔ اِس سے مفہوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں بہت سے علمی گھر ہوں گے اور بہت زیادہ آبادی اُن کے اندر ہوگی۔اور ہر دروازہ خواہ مکان کا ہو یا شہر کا ،شہر کا اندرونی حصہ یا مکان کا اندرونی حصہ شمار نہیں کیا جاتا۔اور کم از کم اتنا تو ضرور ہوتا ہے کہ من وجہٍ خارج ہو اور من وجہٍ داخل۔ اِس بناء پر اور صحابہ کرام اور بالخصوص ان کے خواص (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اِس مدینۃ العلم کے اندر والے ہوں گے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بحیثیتِ باب اندر داخل نہیں ہوں گے۔لہٰذا اُن کی فضیلت دیگر صحابہ پر ثابت نہ ہوگی۔ ہاں باہر سے آنے والوں یعنی غیر صحابہ پر ممکن ہے کہ فضیلت ثابت کی جائے کہ اُن کو اِس مدینہ میں بغیر توسط حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ داخل ہونا ممکن نہیں۔ اِس لیے اشکال کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ (باقی صفحہ ۳۷)

---

۱ کیونکہ آپ نے (یعنی حضرت مدنیؒ نے) یہ مکتوب جیل سے تحریر فرمایا ہے۔ ۲ یعنی اگر اس سے کوئی استدلال کرکے آپ کو خلیفہ اوّل ثابت کرنا چاہے تو یہ استدلال باطل ہوگا اور اعلمیت ابوبکر رضی اللہ عنہ وغیرہ جیسی صحیح روایات کے مقابلہ میں بھی نہیں لائی جائے گی۔ ۳ جیسے کہ حضرت رحمہ اللہ نے اِس سے آگے وہ شکلیں تحریر فرمائی ہیں جن میں تعارض نہیں ہوگا۔(حامد میاں)

حرمتِ مصاہرت ۔ کچھ نئے کچھ پرانے زاویے

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ﴾

نوٹ : اہلِ علم و اِفتاء سے گزارش ہے کہ وہ اِس مضمون کا مطالعہ فرمائیں اور جو بات غلط نظر آئے اُس کی نشاندہی فرمائیں۔ ہم حق کے سامنے آنے پر انشاء اللہ اپنی بات پر اِصرار نہ کریں گے۔ وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ .

بِسْمِ اللّٰہِ حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا

حرمتِ مصاہرت سے کیا مراد ہے؟ :

جب کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو اُس کے نتیجہ میں قرآن وحدیث کی رُو سے مندرجہ ذیل رشتوں سے نکاح کرنا حرام ہو جاتا ہے :

i- اپنی ساس سے اور ساس کی دادی اور نانی وغیرہ سے۔

ii- بیوی کے ساتھ تنہائی بھی ہو چکی ہو تو سوتیلی بیٹی سے۔

iii- عورت کے لیے سوتیلے بیٹے سے۔

iv- مرد کے لیے اپنے بیٹے اور پوتے کی بیوی سے اور عورت کے لیے اپنی بیٹی اور پوتی کے شوہر سے۔

نکاح کی اِس حرمت کو حرمتِ مصاہرت یا آسان لفظوں میں سُسرالی حرمت کہتے ہیں۔

حرمتِ مصاہرت کے چند اور مواقع :

کسی مرد نے کسی اجنبی عورت سے زنا کیا تو اَب اُس مرد کا اُس عورت کی ماں سے اور اُس عورت کی بیٹی سے نکاح کرنا دُرست نہیں رہتا اور یہی حکم اُس وقت ہے جب مرد نے زنا تو نہیں کیا لیکن شہوت سے عورت کے جسم پر ہاتھ پھیرا ہو خواہ بلا حائل ہو یا ایسا باریک کپڑا بیچ میں حائل ہو جو جسم کی حرارت محسوس ہونے سے مانع نہ ہو۔ اگر عورت کا بوسہ لے یا عورت کی اندرونی شرمگاہ پر شہوت سے نظر ڈالے تو اُس کا بھی یہی حکم ہے۔

اِسی طرح اگر کسی عورت نے شہوت سے کسی مرد کو ہاتھ لگایا یا اُس کا بوسہ لیا تو اَب اُس عورت کی ماں اور بیٹی سے اِس مرد کو نکاح کرنا حرام ہو جاتا ہے۔

اجنبی عورت سے جماع یا دواعی جماع یعنی شہوت سے ہاتھ پھیرنا یا بوسہ لینا یا شہوت سے اندرونی شرمگاہ پر نظر ڈالنا اِن سے حرمتِ مصاہرت کا ثبوت حدیث و آثار میں ہے :

i- عَنْ اَبِیْ هَانِئِی الْخَوْلَانِی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَّظَرَ اِلٰی فَرْجِ امْرَأَةٍ لَمْ يَحِلُّ لَهٗ اُمُّهَا وَلَا بِنْتُهَا (اعلاء السنن ص ۳۲ ج۱۱)

ابو ہانی خولانی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی عورت کی (اندرونی) شرمگاہ کی طرف دیکھا تو اُس کے لیے اُس عورت کی ماں اور بیٹی حلال نہ رہی۔

ii- عَنْ مُّجَاهِدٍ اِذَا قَبَّلَهَا اَوْلَامَسَهَا اَوْ نَظَرَ اِلٰی فَرْجِهَا مِنْ شَهْوَةٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ اُمُّهَا وَ بِنْتُهَا. (اعلاء السنن ص ۳۴ ج ۱۱)

بڑے تابعی مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب مرد کسی اجنبی عورت کا بوسہ لے یا اُس کو شہوت سے چھوئے یا شہوت سے اُس کی شرمگاہ کو دیکھے تو اُس عورت کی ماں اور بیٹی اُس مرد پر حرام ہو جاتی ہیں۔

iii- عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَالْحَسَنِ قَالَا اِذَا زَنٰى الرَّجُلُ بِامْرَأَةٍ فَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّتَزَوَّجَ ابْنَتَهَا وَلَا اُمَّهَا. (اعلاء السنن ص ۳۳ ج۱۱)

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ اور حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں جب آدمی کسی عورت سے زنا کرلے تو وہ اُس عورت کی بیٹی اور ماں سے نکاح نہیں کرسکتا۔

iv- عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ فِيْمَنْ زَنٰى بِامْرَأَةٍ لَا يَصْلُحُ لَهٗ اَنْ يَّتَزَوَّجَ ابْنَتَهَا اَبَدًا. (اعلاء السنن ص ۳۳ ج۱۱)

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور عروہ بن زبیر رحمہما اللہ کہتے ہیں جو شخص کسی عورت سے زنا کرے تو وہ اُس عورت کی بیٹی سے کبھی نکاح نہیں کرسکتا۔

نکاح کی حرمت کے اِس مسئلہ کو حنفی فقہاء نے عقلی زاویہ سے اِس طرح سے بیان کیا کہ اِس حرمت

کا اصل سبب جماع ہے اور وہ بھی اِس سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ وہ زنا ہے بلکہ اِس اعتبار سے کہ وہ بچے کا سبب بنتا ہے جس سے مرد اور عورت کے درمیان جزئیت قائم ہوتی ہے۔

اِس جزئیت کو اِس طرح سے سمجھئے کہ جب کوئی عورت کسی غیر کے بچے کو دُودھ پینے کی عمر میں دُودھ پلاتی ہے تو اُس کا جزو یعنی دُودھ بچے کے پیٹ میں جاتا ہے اور اِس طرح سے وہ بچے کا جزو بن کر اُس کی نشو ونما کا باعث بنتا ہے۔ جب عورت کا جزو بچے کے بدن کا جزو بنتا ہے تو شریعت اِس جزو بدن بننے والی اور بدن کی تشکیل کرنے والی جزئیت کا اعتبار کرتے ہوئے بچے کو دُودھ پلانے والی کا جزو قرار دیتی ہے اور بچے پر خود اُس عورت کے اُصول وفروع کو حرام قرار دیتی ہے جیسا کہ وہ خود اُس عورت پر حرام تھے۔

اِسی طرح جب کوئی مرد کسی بھی عورت سے جماع کرے خواہ وہ اُس کی منکوحہ ہو یا اجنبی ہو اور اِس سے حمل ٹھہر جائے تو جنین عورت کا جزو ہوتا ہے اور دیگر اجزاء کی طرح جنین کو بھی عورت کے ذریعہ سے غذا ملتی ہے۔ لیکن جنین کی تشکیل میں اصل دار و مدار مرد کے نطفہ کے کِرم (Sperm) پر ہوتا ہے کہ دراصل اِسی کی نشو ونما سے جنین وجود میں آتا ہے۔ چونکہ نطفہ جنین کا جزو ہے اور جنین عورت کا جزو ہے اور قاعدہ ہے کہ اصل کے جزو کا جزو خود اصل کا جزو قرار پاتا ہے لہٰذا مرد کا نطفہ عورت کا جزو بدن شمار ہوگا اور اُوپر ذکر کیے گئے رضاعت کے قاعدے کے مطابق جیسے بچہ عورت کا جزو قرار پایا تھا اِسی طرح عورت مرد کا جزو قرار پائے گی اور عورت پر وہ مرد اور اُس کے اُصول وفروع حرام ٹھہریں گے جیسا کہ مرد پر اُس کے اپنے اُصول وفروع حرام ہوتے ہیں۔ لیکن اگر میاں بیوی پہلے بچے کی وجہ سے آپس میں حرام ٹھہریں تو خاندانی نظام اور توالد و تناسل کا سلسلہ مختل ہو کر رہ جائے اِس لیے میاں بیوی کے تعلق کو خلافِ قیاس حرمت سے مستثنٰی رکھا گیا ہے۔

غرض فقہاء کی عقلی توجیہ کے مطابق حرمتِ مصاہرت میں جو اصل معنٰی معتبر ہے وہ جزئیت ہے لیکن جزئیت کو ہر حال میں معلوم کرنا دُشوار ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ حمل ٹھہر گیا ہو لیکن ابتدائی دنوں ہی میں عورت کو کچھ بھی معلوم ہوئے بغیر علقہ ساقط ہو گیا ہو جیسے سفر میں قصر میں جو اصل معنٰی معتبر ہے وہ مشقت ہے لیکن چونکہ مشقت کو ضبط میں لانا بہت مشکل ہے اِس لیے سفر کو جو کہ مشقت کا مظنہ یعنی مشقت کا موقع ہے مشقت کے قائم مقام کر کے سفر کو ہی قصر کا سبب قرار دے دیا گیا اِسی طرح چونکہ جزئیت کے وقوع کو ہر حال میں ضبط کرنا مشکل ہے اِس لیے جماع کو جو کہ جزئیت کے قائم ہونے کا موقع ہے جزئیت کے قائم مقام کر دیا گیا اور اس کو

حرمتِ مصاہرت کا سبب قرار دے دیا گیا۔

پھر حدیث میں چونکہ اجنبی عورت میں دواعی جماع پر بھی حرمتِ نکاح کا حکم آیا ہے اِس لیے فقہاء نے عقلی توجیہ کو اور آگے اِس طرح بڑھایا کہ دواعی جماع چونکہ جماع تک پہنچاتے ہیں اور مقام احتیاط کا ہے اِس لیے دواعی جماع کو جماع کے قائم مقام بنا کر اِن پر بھی وہی حکم لاگو کیا گیا جو جماع کا تھا۔

فقہاء کی ذیل کی عبارتیں اِس مضمون پر صریح ہیں :

تبیین الحقائق میں ہے :

لَنَا قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَلَا تَنْکِحُوْا مَانَکَحَ آبَائُکُمْ . وَالنِّکَاحُ ھُوَ الْوَطْئُ حَقِیْقَۃً وَلِھٰذَا حَرُمَ عَلَی الْاِبْنِ مَا وَطِیَ اَبُوْہُ بِمِلْکِ الْیَمِیْنِ وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ نَّظَرَ اِلٰی فَرْجِ امْرَأَۃٍ لَمْ تَحِلَّ لَہٗ اُمُّھَا وَلَا ابْنَتُھَا وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ مَّسَّ امْرَأَۃً بِشَھْوَۃٍ حَرُمَتْ عَلَیْہِ اُمُّھَا وَ ابْنَتُھَا وَھُوَ مَذْھَبُ عُمَرَ وَ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ وَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ وَعَائِشَۃَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَمْھُوْرِ التَّابِعِیْنَ .... وَ تَثْبُتُ بِہٖ حُرْمَۃُ الْمُصَاھَرَۃِ وَالْوَطْءُ اِنَّمَا صَارَ مُحَرِّمًا مِنْ حَیْثُ اِنَّہٗ سَبَبٌ لِلْجُزْئِیَّۃِ بِوَاسِطَۃِ وَلَدٍ یُضَافُ اِلٰی کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا کَمُلًا .... وَالْقِیَاسُ اَنْ تَحْرُمَ الْمَوْطُوْئَۃُ لِاَنَّھَا جُزْءُہٗ بِوَاسِطَۃِ الْوَلَدِ لٰکِنْ اُبِیْحَتْ لِلضَّرُوْرَۃِ لِاَنَّھَا لَوْ حَرُمَتْ عَلَیْہِ لَاَدّٰی اِلٰی فَنَاءِ الْاَمْوَالِ اَوْ تَرْکِ الزِّوَاجِ .... وَالْمَسُّ بِشَھْوَۃٍ کَالْجِمَاعِ لِمَا رَوَیْنَا وَلِاَنَّہ' یُفْضِیْ اِلَی الْجِمَاعِ فَاُقِیْمَ مَقَامَہ'. (زیلعی ص ۱۰۶ ج۲)

ہدایہ میں ہے :

وَمَنْ زَنٰی بِامْرَأَۃٍ حَرُمَتْ عَلَیْہِ اُمُّھَا وَ بِنْتُھَا .... وَلَنَا اَنَّ الْوَطْءَ سَبَبُ الْجُزْئِیَّۃِ بِوَاسِطَۃِ الْوَلَدِ حَتّٰی یُضَافَ اِلٰی کُلٍّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا کَمُلًا فَتَصِیْرُ اُصُوْلُھَا وَفُرُوْعُھَا کَاُصُوْلِہٖ وَفُرُوْعِہٖ وَکَذٰلِکَ عَلَی الْعَکْسِ وَالْاِسْتِمْتَاعِ

بِالْجُزْءِ حَرَامٌ اِلَّا فِیْ مَوْضَعِ الضَّرُوْرَةِ وَهِیَ الْمَوْطُوْئَةُ. وَالْوَطْءُ مُحَرَّمٌ مِنْ حَیْثُ اِنَّهٗ سَبَبٌ لِلْوَلَدِ .... وَمَنْ مَّسَّهٗ امْرَأَةٌ بِشَهْوَةٍ حَرُمَتْ عَلٰی اُمِّهَا وَ بِنْتِهَا .... لَنَا اَنَّ الْمَسَّ وَالنَّظْرَ سَبَبٌ دَاعٍ اِلَی الْوَطْءِ فَیُقَامُ مَقَامَهٗ فِیْ مَوْضَعِ الْاِحْتِیَاطِ.

عنایہ میں ہے :

لَنَا اَنَّ الْوَطْءَ سَبَبُ الْجُزْئِیَّةِ وَتَقْرِیْرُهٗ اَلْوَلَدُ جُزْءُ مَنْ هُوَ مِنْ مَّائِهٖ وَالْاِسْتِمْتَاعُ بِالْجُزْءِ حَرَامٌ . اَمَّا اَنَّ الْوَلَدَ جُزْءُ مَنْ هُوَ مِنْهُ فَلِاَنَّ سَبَبَ الْجُزْئِیَّةِ مَوْجُوْدٌ وَهُوَ الْوَطْءُ فَاِنَّهٗ سَبَبٌ لِلْجُزْئِیَّةِ مِنَ الْوَالِدَیْنِ وَالْوَلَدُ لَامَحَالَةَ وَكَذَا بَیْنَ الْوَالِدَیْنِ بِسَبَبِ الْوَلَدِ حَتّٰی یُضَافَ اِلٰی كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا كَمُلًا یُقَالُ ابْنُ فُلَانٍ وَابْنُ فُلَانَةٍ .... وَمَنْ مَّسَّتْهُ امْرَأَةٌ بِشَهْوَةٍ بَیَانُ اَنَّ الْاَسْبَابَ الدَّاعِیَةَ اِلَی الْوَطْءِ فِیْ اِثْبَاتِ الْحُرْمَةِ كَالْوَطْءِ فِیْ اِثْبَاتِهَا.

فتح القدیر میں ہے :

وَالْجَوَابُ اَنَّ الْعِلَّةَ هُوَ الْوَطْءُ . اَلسَّبَبُ لِلْوَلَدِ وَثُبُوْتِ الْحُرْمَةِ بِالْمَسِّ لَیْسَ اِلَّا لِكَوْنِهٖ سَبَبًا لِهٰذَا الْوَطْءِ .... وَقَوْلُنَا قَوْلُ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ فِی الْاَصَحِّ وَعِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ وَجَابِرٍ وَاُبَیٍّ وَعَائِشَةَ وَجَمْهُوْرِ التَّابِعِیْنَ كَالْبَصْرِیْ وَالشَّعْبِیْ وَالنَّخْعِیْ وَالْاَوْزَاعِیْ وَطَاؤُسٍ وَعَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ وَسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَسُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ وَالثَّوْرِیْ وَاِسْحَاقَ بْنِ رَاهْوَیْهِ .... وَقَدْ بَیَّنَّا فِیْهِ اِلْغَاءُ وَصْفٍ زَائِدٍ عَلٰی كَوْنِهٖ وَطْأً وَظَهَرَ اَنَّ حَدِیْثَ الْجُزْئِیَّةِ وَاِضَافَةِ الْوَلَدِ اِلٰی كُلٍّ مِّنْهُمَا كَمُلًا لَایَحْتَاجُ اِلَیْهِ فِیْ تَمَامِ الدَّلِیْلِ اِلَّا اَنَّ الشَّیْخَ ذَكَرَهٗ بَیَانًا لِحِكْمَةِ الْعِلَّةِ

یَعْنِیْ اَنَّ الْحِکْمَۃَ فِیْ ثُبُوْتِ الْحُرْمَۃِ بِھٰذَا الْوَطْءِ کَوْنُہٗ سَبَبًا لِّلْجُزْئِیَّۃِ بِوَاسِطَۃِ الْوَلَدِ الْمُضَافِ اِلٰی کُلٍّ مِّنْھُمَا کَمُلًا وَھُوَ اِنِ انْفَصَلَ فَلَابُدَّ مِنَ اخْتِلَاطِ مَاءٍ وَلَایَخْفٰی اَنَّ الْاِخْتِلَاطَ لَایَحْتَاجُ تَحَقُّقُہٗ اِلَی الْوَلَدِ وَاِلَّا لَمْ تَثْبُتِ الْحُرْمَۃُ بِوَطْءٍ غَیْرِ مُعَلَّقٍ وَالْوَاقِعُ خِلَافُہٗ فَتَضَمَّنَتْ جُزْؤَہٗ .... وَمَنْ مَّسَّتْہُ امْرَأَۃٌ بِشَھْوَۃٍ .... ثُمَّ رَأَیْتُ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ اَنَّہٗ ذَکَرَ فِی الْاَمَالِیْ مَایُفِیْدُ ذٰالِکَ قَالَ امْرَأَۃٌ قَبَّلَتْ اِبْنَ زَوْجِھَا وَقَالَتْ کَانَتْ عَنْ شَھْوَۃٍ اِنْ کَذَّبَھَا الزَّوْجُ لَایُفَرَّقُ بَیْنَھُمَا وَلَوْصَدَّقَھَا وَقَعَتِ الْفُرْقَۃُ .

نورالانوار میں ہے :

وَعِنْدَنَا کَمَا تَثْبُتُ بِالنِّکَاحِ بِالزِّنَا وَدَوَاعِیْہِ مِنَ الْقُبْلَۃِ وَاللَّمْسِ وَالنَّظْرِ اِلَی الْفَرَجِ الدَّاخِلِ بِشَھْوَۃٍ وَذَالِکَ لِاَنَّ دَوَاعِیَ الزِّنَا مُفْضِیَۃٌ اِلَی الزِّنَا وَالزِّنَا مُفْضٍ اِلَی الْوَلَدِ وَالْوَلَدُ ھُوَ الْاَصْلُ فِی اسْتِحْقَاقِ الْحُرُمَاتِ اَیْ یَحْرُمُ عَلَی الْوَلَدِ اَوَّلًا اَبُ الْوَاطِیْ وَابْنُہٗ اِذَا کَانَتْ اُنْثٰی وَاُمُّ الْمَوْطُوْئَۃِ وَبِنْتُھَا اِذَا کَانَ ذَکَرًا ثُمَّ تَتَعَدّٰی مِنَ الْوَلَدِ اِلٰی طَرْفَیْہِ فَتَحْرُمُ قُبَیْلَۃُ الْمَرْأَۃَ عَلَی الزَّوْجِ وَقُبَیْلَۃُ الزَّوْجِ عَلَی الْمَرْأَۃِ لِاَنَّ الْوَلَدَ اَنْشَأَ جُزْئِیَّۃً وَاِتِّحَادًا بَیْنَھُمَا. (ص۶۶)

جو بات ہم نے اُوپر ذکر کی ہے اَب ہم اِس پر ہونے والے اعتراضوں کا جواب دیتے ہیں۔

پہلا اعتراض :

تم نے یہ کہا ہے کہ حرمتِ مصاہرت میں اصل معنی جو معتبر ہے وہ جزئیت ہے اِس طرح سے تم نے جزئیت کو اصل علت بنا دیا ہے حالانکہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے فتح القدیر میں جزئیت کے حکمت ہونے کی تصریح کی ہے اور حکم کا مدار علت پر ہوتا ہے نہ کہ حکمت پر۔

ابن ہمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

اِلَّا اَنَّ الشَّیْخَ ذَکَرَہٗ بَیَانًا لِحِکْمَۃِ الْعِلَّۃِ یَعْنِیْ اَنَّ الْحِکْمَۃَ فِیْ ثُبُوْتِ الْحُرْمَۃِ بِھٰذَا الْوَطْءِ کَوْنُہٗ سَبَبًا لِّلْجُزْئِیَّۃِ بِوَاسِطَۃِ الْوَلَدِ.

جواب : ہم کہتے ہیں کہ ایک ہے حکم کی حکمت اور ایک ہے علت کی حکمت۔ حکم کی حکمت کا ترتب تو حکم پر ہوتا ہے اور حکم کا مدار واقعی اِس پر نہیں، علت پر ہوتا ہے۔ لیکن جو علت کی حکمت ہوتی ہے وہ مختلف چیز ہے۔ علت کا تحقق اُسی وقت ہوتا ہے جب وہ حکمت پائی جارہی ہو یا اُس کا احتمال ہو۔ اگر کہیں اِس حکمت کا احتمال ہی نہ ہو تو علت کا تحقق بھی نہ ہوگا۔

ابن ہمام رحمہ اللہ کی عبارت کو دوبارہ ملاحظہ کیا جائے :

اَنَّ الشَّیْخَ ذَکَرَہٗ بَیَانًا لِحِکْمَۃِ الْعِلَّۃِ یَعْنِیْ اَنَّ الْحِکْمَۃَ فِیْ ثُبُوْتِ الْحُرْمَۃِ بِھٰذَا الْوَطْءِ کَوْنُہٗ سَبَبًا لِّلْجُزْئِیَّۃِ بِوَاسِطَۃِ الْوَلَدِ.

صاحب ِہدایہ نے اِس کو علت کی حکمت کو بیان کرنے کے لیے ذکر کیا ہے جو یہ ہے کہ اُس وطی سے جو حرمت ثابت ہوتی ہے وہ اِس وجہ سے کہ وہ وطی بچے کے واسطہ سے جزئیت کا سبب ہے۔ اِس کا حاصل یہ ہے کہ وطی سے جو حرمت ثابت ہے تو اِس حکمت سے کہ وہ جزئیت کا سبب ہے اور یہاں حکمت سے مراد وہ اَثر نہیں جو حکم پر مترتب ہوتا ہے بلکہ مراد عقلی وجہ ہے۔ لٰہذا مطلب یہ بنے گا کہ وطی سے حرمت ثابت ہونے کی عقلی وجہ یہ ہے کہ وطی جزئیت کا سبب ہے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جہاں حکمت اور عقلی وجہ کا احتمال ہو یعنی وطی کے جزئیت کا سبب بننے کا احتمال ہو وہاں وطی کو حرمت ِمصاہرت کی علت مانا جائے گا اور جہاں یہ امکان نہیں ہے وہاں اِس کو حرمت کی علت نہیں مانا جائے گا۔

مثلاً آدمی اپنی بیٹی سے وطی کر بیٹھے تو چونکہ اِس کی بیٹی تو پہلے ہی سے اِس کا جزو حقیقی ہے اِس لیے وطی سے اُس میں جزئیت پیدا ہونے کا احتمال نہیں لٰہذا بیٹی سے وطی کی وجہ سے حرمت ِمصاہرت ثابت نہ ہوگی۔ اِسی طرح اگر بیٹا اپنی ماں سے زنا کر بیٹھے تو بیٹا تو اپنی ماں کا مِنْ کُلِّ الْوَجْہِ جزو ہے اور یہ ممکن نہیں کہ اِس کی ماں اِس کا جزو بن سکے۔ لٰہذا اِس میں بھی حرمت ِمصاہرت ثابت نہ ہوگی۔ ہاں اجنبی عورت میں جزئیت کا احتمال ہے اِس میں حرمت مصاہرت ثابت ہوگی۔

دُوسرا اعتراض :

تم نے اُوپر کہا ہے کہ جیسے سفر کو مشقت کا مظنہ (موقع) سمجھ کر سفر کو قصر کے لیے علت بنالیا گیا ہے اِسی طرح جزئیت کے مظنہ کی وجہ سے وطی کو حرمت کا سبب بنایا گیا ہے اور سفر میں تو تم ایسی کوئی تفصیل نہیں کرتے تو وطی میں کیوں کرتے ہو۔

جواب : ہم کہتے ہیں کہ سفرِ شرعی کے ہر فرد میں مشقت کا احتمال موجود ہے جبکہ جیسا کہ ہم نے مثالوں سے واضح کیا ہے ہر ہر وطی میں جزئیت کا احتمال موجود نہیں ہے اِس وجہ سے ہم وطی میں تفصیل کرتے ہیں کہ ایک وہ وطی ہے جس میں اُس کی وجہ سے جزئیت کے پائے جانے کا احتمال ہے اور دُوسری وہ ہے جس میں یہ احتمال موجود نہیں کیونکہ جزئیت پہلے سے موجود ہے۔

تیسرا اعتراض :

تم نے حدیث کے الفاظ مَنْ زَنٰی بِامْرَأَةٍ میں بِامْرَأَةٍ کا ترجمہ اجنبی عورت سے کیا ہے حالانکہ حدیث میں اجنبی کی قید نہیں ہے بلکہ وہ مطلق ہے اور ہر عورت کو شامل ہے خواہ وہ اپنی منکوحہ ہو یا بیٹے کی منکوحہ ہو یا اپنی بیٹی ہو یا اجنبی ہو۔

جواب : ہم کہتے ہیں کہ حدیث میں اِمْرَأَةٌ کو مطلق مان کر ہر قسم کی عورت مراد لینا دُرست نہیں ہے کیونکہ مرد کسی عورت سے نکاح کرے تو نکاح ہوتے ہی اُس عورت کی ماں یعنی مرد کی ساس مرد پر حرام ہو جاتی ہے بعد میں مرد اپنی بیوی سے جماع کرے یا دواعی جماع کرے تو اِس سے ساس میں کوئی مزید حرمت نہیں آتی جبکہ حدیث میں اُس حرمت کا ذکر ہے جو جماع یا دواعی جماع سے آئے۔ اِسی طرح اگر معاذ اللہ بیٹا اپنی ماں سے بدفعلی کرے تو اِس سے اُس کی اپنی نانی اور اپنی بہن میں مزید حرمت نہیں آئے گی بلکہ حرمت تو پہلے سے موجود ہے۔

پھر فقہاء نے جو جزئیت والی جو حکمت ذکر کی ہے اُس سے بھی اِس کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ بیٹی اور ماں کا ذکر ہم اُوپر کر چکے ہیں کہ اِن میں وطی کی وجہ سے جزئیت پائے جانے کا احتمال ہی نہیں ہے۔

اِسی طرح بہو میں بیٹے کی جزئیت پہلے ہی قائم ہے جو خود اپنا جزو ہے، تو بہو بھی اپنا جزو بنی۔ جب اِس میں جزئیت پہلے سے موجود ہے تو وہ اپنے تحقق میں سسر سے وطی کی محتاج نہیں رہی اور وطی سے جزئیت پیدا ہونے کا احتمال نہیں رہا لہٰذا سسر بہو سے وطی کرے تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

بیوی میں اپنی جزئیت وطی یا دواعی وطی سے ثابت ہو چکی۔ شوہر جب اپنی ساس سے وطی کرے گا تو ساس میں تو جزئیت آئے گی اور ساس کی اور بیٹیاں یعنی اُس کی سالیاں ساس کا جزو ہونے کی وجہ سے حرام ہو جائیں گی لیکن اپنی بیوی جزئیت اور حرمتِ مصاہرت کی وجہ سے حرام نہیں ہوگی کیونکہ اُس میں اِس شخص کی جزئیت براہِ راست موجود ہے جو مضر نہیں تو بالواسطہ جزئیت کیسے مضر ہوگی۔ بالفاظِ دیگر جب بیوی میں جزئیت پہلے سے موجود ہے تو ساس سے وطی کرنے سے بیوی میں جزئیت پیدا ہونے کا احتمال نہیں ہے۔

اِس پر اگر کوئی کہے کہ ہم ایسی مثال پیش کرتے ہیں جہاں دو دفعہ جزئیت آتی ہے یعنی یہ کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں ایک بڑی بالغ اور ایک چھوٹی دو سال سے کم عمر کی۔ اَب بڑی بیوی نے اپنی شیر خوار سوکن کو اپنا دُودھ پلا دیا تو رضاعت سے قائم ہونے والی جزئیت سے شیر خوار بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ شیر خوار بچی قابلِ شہوت ہی نہیں ہے لہٰذا جماع اور دواعی جماع سے حاصل ہونے والی جزئیت کا اِس میں سرے سے احتمال ہی نہیں ہے۔ البتہ محض رضاعت کی وجہ سے جزئیت پائی گئی اور اِس سے وہ شیر خوار بیوی شوہر پر حرام ہوگئی اور بڑی اِس وجہ سے حرام ہوگی کہ وہ شیر خوار بیوی کی ماں بن گئی اور یہ ہم اُوپر بتا چکے ہیں کہ ساس میں حرمت بیوی سے وطی یا دواعی وطی پر موقوف نہیں ہے۔

ماقبل کی بحث کا خلاصہ :

1- حرمتِ مصاہرت صرف اُس وطی (جماع) سے آتی ہے جس سے جزئیت پیدا ہونے کا احتمال ہو۔ ایسا صرف اجنبی عورت میں ہے۔ ساس، بہو، بیٹی اور ماں سے وطی کرنے سے حرمتِ مصاہرت نہیں آتی کیونکہ اِن میں وطی کی وجہ سے جزئیت پائے جانے کا احتمال نہیں ہے۔

2- چونکہ حدیث میں اجنبی عورت سے دواعی وطی سے بھی اُس کی ماں بیٹی کی حرمت کا ذکر ہے اِس لیے فقہاء نے عقلی توجیہ کو وسعت دے کر دواعی وطی کو وطی کے قائم مقام کیا وہ بھی ہم تسلیم کرتے ہیں۔

غرض اجنبی عورت کے ساتھ وطی پائی جائے یا دواعی وطی پائے جائیں اُس کی ماں بیٹی سے وہ مرد نکاح نہیں کرسکتا۔ اتنی بات طے شدہ ہے۔

محرموں کے ساتھ وطی یا دواعی وطی پائے جانے میں کیا حکم ہوگا ؟

ہم یہ بات پہلے ہی صراحت کے ساتھ کہتے ہیں کہ اِس شق میں ہمیں فقہائے حنفیہ سے اختلاف ہوا ہے اگرچہ یہ چھوٹا منہ بڑی بات ہے لیکن اوّل تو ہم نے فقہائے حنفیہ کے اُصول اور اُن ہی کی تعلیل کی پیروی کی ہے پھر اُنہوں نے احتیاط کے پہلو کی طرف زیادہ توجہ کی ہے جو اُن کے دَور کے حالات کے زیادہ موافق تھا جبکہ ہمارے دَور کے بدلے ہوئے حالات میں وہ احتیاط اَب زحمت کا باعث بننے لگی ہے اِس لیے ہمارے اختلاف کو حالات کے تغیر پر محمول کیا جائے اور حاشا وکلا ہمارا اَیسا کوئی اِرادہ نہیں کہ ہم اُن کی تنقیص وتحقیر کریں بلکہ ہمارا خیال ہے کہ اُن حضرات کو اگر ہمارے جیسے حالات سے واسطہ پڑتا تو شاید وہ بھی اِسی طرح مسئلہ کو بیان کرتے۔

فقہائے حنفیہ کے پیش ِنظر چونکہ احتیاط تھی لہٰذا اُنہوں نے سابقہ حدیثوں میں جن میں یہ ذکر ہے کہ مَنْ زَنٰی بِامْرَأَةٍ یعنی جو کوئی کسی عورت سے وطی یا دواعی وطی کرے اُس عورت کی ماں بیٹی اُس مرد پر حرام ہوجاتی ہیں۔ اِمْرَأَةٌ سے اجنبی عورت نہیں بلکہ کوئی بھی عورت کو مراد لیا ہے خواہ وہ اجنبی ہو یا مرد کی محرم ہو۔ اور وہ کہتے ہیں کہ آدمی جب اپنی ساس سے جماع کرتا ہے تو ساس میں اِس کی جزئیت آجاتی ہے اور ساس کی تمام لڑکیاں چونکہ اُس کا جزو ہیں لہٰذا وہ سب اِس مرد کا بھی جزو بن جاتی ہیں اور نتیجہ میں مرد کی سالیاں اِس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتی ہیں اور اپنی بیوی کے ساتھ اِس کا نکاح فاسد ہوجاتا ہے۔

اِسی طرح وہ کہتے ہیں کہ مرد جب اپنی بہو سے وطی یا دواعی وطی کرتا ہے تو وہ اِس کا جزو بن جاتی ہے اور اِس طریقہ سے اُس کی بہو اُس کے بیٹے کی بہن جاتی ہے اور اپنے شوہر پر حرام ہوجاتی ہے۔

اور جو روایات وآثار ہم آگے ذکر کریں گے جن کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص اپنی ساس سے زنا کر بیٹھے اُس پر اُس کی ساس کے ساتھ اُس کی بیوی بھی حرام ہوجاتی ہے اِن کو وہ محض تائید کے طور پر لیتے ہیں۔

پھر وہ احتیاط کے ضابطہ کے تحت محرم میں بھی دواعی وطی کو بھی وطی ہی کا حکم دیتے ہیں۔ یہ بات

مندرجہ ذیل جزئیات سے عیاں ہے :

i- قَالَ اَبُوْیُوْسُفَ : اِمْرَأَةٌ قَبَّلَتِ ابْنَ زَوْجِهَا وَقَالَتْ کَانَ مِنْ شَهْوَةٍ اِنْ کَذَّبَهَا الزَّوْجُ لَایُفَرَّقُ بَیْنَهُمَا وَلَوْ صَدَّقَهَا وَقَعَتِ الْفُرْقَةُ.

عورت نے اپنے سوتیلے بیٹے کا بوسہ لیا اور کہا کہ ایسا شہوت سے کیا ہے اگر شوہر عورت کو جھوٹا بتائے تو اُن کے درمیان تفریق نہ کی جائے گی اور اگر سچا بتائے تو تفریق واقع ہوگی۔

ii- رات کو اپنی بیوی کو جگانے کے لیے اُٹھا مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا یا ساس پر ہاتھ پڑ گیا اور بیوی سمجھ کر شہوت سے اُس پر ہاتھ پھیرا تو اَب وہ مرد و عورت ایک دُوسرے پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئے۔ اَب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں ہے اور مرد پر لازم ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے۔ (بہشتی زیور)

iii- کسی لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں پر بدنیتی سے ہاتھ ڈال دیا تو اَب وہ عورت اپنے شوہر پر بالکل حرام ہوگئی۔ اَب کسی صورت سے حلال نہیں ہوسکتی اور اگر سوتیلی ماں نے سوتیلے لڑکے کے ساتھ ایسا کیا تب بھی یہی حکم ہے۔ (بہشتی زیور)

iv- بیوی اپنے شوہر کے اُصول و فروع مثلاً سسر کے ساتھ کوئی فعل موجب حرمتِ مصاہرت کر بیٹھے یا سسر نے اِس قسم کے فعل کا اِرتکاب کیا ہو تو اِن صورتوں میں یہ بیوی اپنے اِس خاوند پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے خواہ یہ افعال کسی نے دانستہ کیے ہوں خواہ بھول چوک میں ہوگئے ہوں ہر حال میں ایک حکم ہے۔ (حیلہ ناجزہ)

ہم کہتے ہیں جیسا کہ ہم اُوپر واضح کر چکے ہیں کہ محرم میں وطی سے جزئیت کے پیدا ہونے کا احتمال ہی نہیں ہے لہٰذا اِن میں حرمتِ مصاہرت ثابت ہی نہ ہوگی نہ وطی سے اور نہ دواعی وطی سے۔

لیکن آثار میں ہمیں یہ ملتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ساس یا اپنی بیوی کی بیٹی سے خواہ وہ اپنی ہو یا سوتیلی ہو زنا کر بیٹھے تو اُس کی بیوی بھی اُس پر حرام ہو جاتی ہے۔

i- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِیْمَنْ فَجَرَ بِاُمِّ امْرَأَتِهٖ

حَرُمَتَا عَلَیْهِ. (اعلاء السنن)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو شخص اپنی ساس سے بدکاری و زنا کرے اُس پر اُس کی ساس اور اُس کی بیوی دونوں حرام ہو جاتی ہیں۔

ii- ذَکَرَ الثَّوْرِیُّ فِیْ جَامِعِهٖ مِنْ طَرِیْقِهٖ وَلَفْظُهٗ اَنَّ رَجُلًا قَالَ اِنَّهٗ اَصَابَ اُمَّ امْرَأَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍ حَرُمَتْ عَلَیْکَ امْرَأَتُکَ وَذٰلِکَ بَعْدَ اَنْ وَلَدَتْ مِنْهُ سَبْعَةَ اَوْلَادٍ کُلُّهُمْ بَلَغَ مَبْلَغَ الرِّجَالِ . (اعلاء السنن ص ۳۳ ج۱۱)

فتح الباری میں جامع سفیان ثوری سے مذکور ہے کہ ایک شخص نے آکر بتایا کہ وہ اپنی ساس سے زنا کر بیٹھا ہے۔ اِس سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تمہاری بیوی تم پر حرام ہوگئی ہے۔ یہ قصہ اُس وقت ہوا جبکہ اُس شخص کے اُس بیوی سے سات لڑکے تھے جو سب بلوغت کو پہنچ چکے تھے۔

اگرچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی منقول ہے کہ اِذَا زَنٰی بِهَا لَا تَحْرُمُ. (بخاری) کوئی شخص اپنی ساس سے زنا کر بیٹھے تو اُس کی بیوی اُس پر حرام نہیں ہوتی۔ لیکن اِس قاعدے کے تحت کہ محرم کو مبیح پر ترجیح ہوتی ہے اِن کے حرمت والے قول کو اختیار کیا جائے گا۔

iii- عَنْ اِبْرَاهِیْمَ وَ عَامِرِ الشَّعْبِیِّ فِیْ رَجُلٍ وَقَعَ عَلٰی اُمِّ امْرَأَتِهٖ قَالَا حَرُمَتَا عَلَیْهِ کِلْتَاهُمَا. (اعلاء السنن ص ۳۱ ج ۱۱)

ابراہیم نخعی اور عامر شعبی رحمہما اللہ کہتے تھے جو شخص اپنی ساس سے زنا کر بیٹھے اُس پر اُس کی بیوی اور ساس دونوں حرام ہو جاتی ہیں۔

iv- عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً یَقُوْلُ اِذَا زَنٰی رَجُلٌ بِاُمِّ امْرَأَتِهٖ اَوْ بِنْتِهَا حَرُمَتَا عَلَیْهِ جَمِیْعًا. (اعلاء السنن ص ۳۳ ج۱۱)

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے عطاء رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنی ساس یا بیوی کی بیٹی سے زنا کرے تو ساس اور بیٹی کے ساتھ بیوی بھی حرام ہو جاتی ہے۔

مذکورہ صورت میں بیوی کے حرام ہونے کی کیا وجہ ہے؟ :

اَب دیکھنا یہ ہے کہ مذکورصورت میں بیوی کس وجہ سے حرام ہوئی ہے۔ چونکہ حرمتِ مصاہرت کی تو اِس میں کچھ گنجائش نہیں لہٰذا ہمارے پاس صرف ایک ہی وجہ رہ جاتی ہے اور وہ یہ کہ شریعت نے اِس کوتعزیری کے طور پر حرام کیا ہے۔ منکوحہ کی ماں اور بیٹی دونوں شوہر پر حرام تھیں۔ جب اِس نے اِس حرمت کا لحاظ نہیں رکھا تو شریعت نے اِس کے لیے یہ سزا تجویز کی کہ اِس کی اپنی منکوحہ کو اِس پر حرام کردیا۔

چونکہ یہ حکم خلافِ قیاس ہے لہٰذا اِس پر دُوسرے محرموں کے ساتھ وطی یا دواعی وطی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا اِس لیے اگر کوئی شخص معاذ اللہ اپنی سگی ماں یا اپنی بہو کے ساتھ وطی یا دواعی وطی میں سے کچھ کر بیٹھے تو اگر چہ یہ سخت گناہ کے کام ہیں لیکن اِن سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔

اعتراض : ساس اورسوتیلی بیٹی میں حرمت کا خیال نہ رکھنے پر سزا ہوئی تو دلالت النص سے ثابت ہوا کہ بہو سگی بیٹی اور ماں میں حرمت کا لحاظ نہ رکھنے پر بھی سزا ہو۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ ساس اورسوتیلی بیٹی میں خود مرتکب زنا یعنی شوہر کو سزا ملتی ہے کہ اس کی بیوی پر حرام ہوجاتی ہے جبکہ بہو اور ماں سے بدفعلی کرنے پر سزا دُوسرے کو ملتی ہے مرتکب کو نہیں۔

تنبیہ : چونکہ محرموں میں وطی سے جزئیت کے پیدا ہونے کا احتمال ہی نہیں ہے اِس لیے دواعی وطی سے حرمتِ مصاہرت بطریقِ اَولیٰ ثابت نہ ہوگی۔ علاوہ ازیں وہ سزا جو شریعت نے کامل جنایت پر رکھی ہے اس کو ناقص جنایت پر جاری کرنا عقل ونقل کے بھی خلاف ہے۔

حاصلِ کلام :

1- مرد اگر کسی اجنبی عورت سے وطی یا دواعی وطی کر بیٹھے تو اُس عورت کی ماں یا بیٹی سے کبھی نکاح نہیں کرسکتا۔

2- مرد اگر اپنی ساس سے دواعی جماع کر بیٹھے تو اپنی کسی سالی سے کبھی نکاح نہیں کرسکتا۔ اور اگر اُس سے زنا کر بیٹھے تو اِس حکم کے ساتھ ساتھ سزا کے طور پر اِس کی بیوی بھی اِس پر حرام ہوجاتی ہے۔

3- مرد اگر اپنی بہو سے جماع یا دواعی جماع کرلے تو وہ بہو کی ماں سے کبھی نکاح نہیں کرسکتا البتہ بہو بیٹے کا نکاح باقی رہے گا۔

4- مرد اگر اپنی بیوی کی بیٹی سے خواہ وہ اُس (مرد) کی اپنی ہو یا سوتیلی ہو بدفعلی کر بیٹھے تو سزا کے طور پر اُس کی بیوی اُس پر حرام ہوجائے گی۔

5- بیٹا اپنی ماں سے کوئی غلط حرکت کر بیٹھے تو اُس کے ماں باپ کا نکاح فاسد نہیں ہوگا۔

6- عورت اگر سوتیلے بیٹے سے ملوث ہوجائے تو اُس عورت کا اپنا نکاح فاسد نہیں ہوگا۔

7- مرد اگر اپنی ساس یا بیٹی سے صرف دواعی جماع کا مرتکب ہوا ہو تو اِس سے اُس کی بیوی اُس پر حرام نہیں ہوگی۔

بقیہ : حکیم فیض عالم صدیقی کی بے راہ رَوی

(۴) کیا دُنیا میں کوئی مدینہ ایسا بھی پایا جاتا ہے جس کا ایک ہی دروازہ ہو۔ آخرت میں جنت اور دوزخ کے لیے بھی متعدد اَبواب رکھے گئے ہیں۔ جہاں کا انتظام انتہائی قوت والا ہے اور دُنیا میں تو حوائج شدیدہ اور کمزوری انتظامات ہمیشہ اِسی کے متقاضی ہوتے رہے ہیں کہ ہر سوُر البلد اور ہر شہر کے اَبواب متعدد ہوا کریں ورنہ اہل شہر سخت تنگیوں میں مبتلاء ہوجاتے ہیں اِسی لیے مدینۃ العلم کے لیے بھی متعدد دروازے ہونے چاہئیں۔ اِس روایت میں اِس کی نفی کہاں ہے کہ اِس کے لیے سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے کوئی دوسرا دروازہ نہیں ہے۔ لٰہذا شبہ کی گنجائش نہیں رہتی'' اِس کے بعد اِسی گرامی نامہ میں حضرتؒ نے (۵) تحریر فرمایا ہے جو میں مناسب موقع پر نقل کروں گا۔ یہ مکتوب کا ۱۷۹ ۔ ۱۸۰ ۔ ۱۸۱ کا حصہ ہے۔ باقی باقی ہے۔ میں نے آپ کو پہلے بھی یہ توجیہ لکھی تھی اِس توجیہ کے بعد شیعیت کا کیا خدشہ رہتا ہے۔

حاشیہ - یہ حاشیہ کا لفظ صاف لکھا ہے اور محشی کا نام بھی لکھا ہے پھر اِس کا اِنتساب حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کیسے ہوا؟ کیوں کیا گیا؟ یہ اِنتساب جیسے بھی ہوا غلط ہے۔ مکتوب گرامی کی عبارت وہ ہے جو میں نے اَبھی نقل کی ہے اور بقیہ آگے نقل کروں گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (جاری ہے)

عورتوں کے رُوحانی اَمراض

﴿ از اِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

عورتوں کی باہم لڑائیاں :

عورتوں کی نا اِتفاقی اور باہم لڑائیاں شدید تو نہیں ہوتیں مگر مدید (لمبی) ہوتی ہیں کہ اِن میں آپس میں کشیدگی ہوتی ہے تو زمانہ دراز تک اِس کا سلسلہ چلتا ہے۔

نیز اُن میں ایک بُری عادت ایسی ہے کہ جب کسی بات پر لڑائی ہوگی تو پہلے مُردے اُکھیڑے جاتے ہیں۔ مردوں میں یہ مرض کم ہے مگر عورتیں جن باتوں کی صفائی کر چکتی ہیں دوبارہ لڑائی کے موقع پر پہلی باتوں کو پھر دہراتی ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اِس وقت کا معاملہ اگرچہ ہلکا بھی ہو تو پہلی باتوں کی یاددہانی سے سنگین ہوجاتا ہے۔ خصوصًا جبکہ یاددہانی بھی دل خراش الفاظ سے ہو جس میں عورتوں کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ یہ طعن کے موقع پر اپنے احسان کو بھی ایسے عنوان سے جتلاتی ہیں کہ دُوسرے کا کلیجہ پاش پاش ہوجائے۔

مردوں اور عورتوں کے غصہ اور لڑائی کا فرق :

مردوں کے مزاج میں حرارت ہوتی ہے اِس واسطے اِن کی ناراضگی اور غصہ کا اَثر مارنے پیٹنے چلانے وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوجاتا ہے اور عورتوں کی فطرت میں حیا و برودَت رکھی گئی ہے اِسی واسطے اِس ناراضگی کا اثر ظاہر نہیں ہوتا ہے ورنہ درحقیقت اِس ناراضگی میں عورتیں مردوں سے کچھ کم نہیں بلکہ زیادہ ہیں، اِن کو ایسے موقع پر بھی غصہ آجاتا ہے جہاں مردوں کو نہیں آتا کیونکہ اِن کی عقل میں نقصان ہے تو اِن کے غصہ کے مواقع بھی زیادہ ہیں۔ اِس کے علاوہ چیخنے چلانے کی نسبت میٹھا غصہ دیرپا ہوتا ہے اور چیخنے چلانے والوں کا غصہ اُبال کی طرح اُٹھ کر دَب جاتا ہے اور میٹھا غصہ دل کے اندر جمع رہتا ہے اِس کو کینہ کہتے ہیں۔ کینہ کا منشاء غصہ ہے سو ایک عیب تو وہ غصہ تھا اور دُوسرا عیب یہ کینہ۔ تو میٹھے غصہ میں دو عیب ہیں اور کینہ میں ایک عیب اور ہے کہ جب غصہ نکلا نہیں تو اُس کا خمار دل میں بھرا رہتا ہے اور بات بہانہ اور رنجیدگیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں تو کینہ صرف ایک گناہ نہیں بلکہ بہت سے گناہوں کی جڑ ہے اور کینہ میٹھے غصہ میں ہوتا ہے اور میٹھا عورتوں

میں زیادہ ہوتا ہے تو عورتوں کا غصہ ہزاروں گناہوں کا سبب ہے مردوں کا غصہ ایسا نہیں ہے مردوں کا غصہ جوشیلا اور عورتوں کا غصہ میٹھا ہے۔ (غوائل الغضب)

عورتوں کی لڑائی کرانے کی عادت :

عورتیں غیبت کرتی ہیں، خود بھی حکایت شکایت کرتی ہیں اور دُوسروں سے بھی سُنتی ہیں اور اِس کی جستجو میں رہتی ہیں۔ کوئی عورت باہر سے آئی اور پوچھنا شروع کیا کہ فلاں مجھ کو کیا کہتی تھی گویا منتظر ہی تھیں آنے والی نے کچھ کہہ دیا کہ یوں یوں کہتی تھی بس پھر تو پُل باندھ لیا۔ خوب سمجھ لو کہ اِس غیبت سے نا اِتفاقی ہو جاتی ہے آپس میں عداوت قائم ہو جاتی ہے، اِس کے علاوہ غیبت کرنا اور اُس کا سُننا خود بڑا گناہ بھی ہے کلام اللہ میں اِس کی بڑی مذمت آئی ہے۔ (حقوق الزوجین)

عورتوں کی وجہ سے مردوں میں لڑائی :

کبھی عورتوں کی لڑائی کا فساد شدید بھی ہو جاتا ہے کہ بعض دفعہ یہ اپنے آپس کے تکرار اور لڑائیوں کو مردوں سے بیان کر دیتی ہیں کہ فلانے نے مجھے یہ کہا ہے اور تجھے یہ کہا ہے۔ مردوں میں حرارت ہوتی ہے اُن پر زیادہ اثر ہوتا ہے، پھر یہ بات ہی تک نہیں رہتے بلکہ ہاتھ سے بھی بدلہ لیتے ہیں جس کی وجہ سے قتل اور خون تک ہو جاتے ہیں (الانسداد للفساد)۔ (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (اِدارہ)

قسط : ۲۲

اَللَّطَائِفُ الْاَحْمَدِیَّہ فِی الْمَنَاقِبِ الْفَاطِمِیَّہ رضی اللہ عنہا

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

(٦٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْتَ فَاطِمَۃَ فَلَمْ یَدْخُلْ عَلَیْھَا وَجَاءَ عَلِیٌّ فَذَکَرَتْ لَہٗ ذٰلِکَ فَذَکَرَہٗ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ عَلٰی بَابِھَا سِتْرًا مَّوْشِیًّا فَقَالَ مَالِیْ وَلِلدُّنْیَا فَاَتَاھَا عَلِیٌّ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَھَا فَقَالَتْ لِیَاْمُرْنِیْ فِیْہِ بِمَاشَاءَ قَالَ تُرْسِلُ بِہٖ اِلٰی فُلَانٍ اَھْلِ بَیْتٍ بِھِمْ حَاجَۃٌ . (بخاری)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر نہ آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ قصّہ اُن سے بیان کیا۔ پس اُنہوں نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے جواب دیا کہ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے دروازے پر پردہ دھاری دار دیکھا پھر فرمایا کیا ہے میرے لیے اور دُنیا کے لیے (یعنی مجھ سے اور دُنیا کی آرائش سے کچھ علاقہ نہیں پھر میرے اہل بیت یہ سامان کیوں رکھیں)۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور یہ قصّہ اُن سے ذکر فرمایا۔ سو کہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہیں اِس پردہ کے بارہ میں حکم کردیں (یعنی اِس کے بارہ میں جو رائے عالی وہ فرماویں میں تعمیل کروں گی مجھے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی ہرگز گوارا نہیں)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں گھر والے جو حاجت مند ہیں اُن کو یہ پردہ بھیج دو (وہ اپنے ضروری کام میں صرف کریں گے)۔

یہاں سے حضرت فاطمہؓ کی محبت رسولِ خدا ﷺ سے اور دُنیا سے بے رغبتی کیا کچھ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ پردہ حرام نہ تھا فقط زُہد کے خلاف تھا اُس پر کس قدر حضورِ اقدس ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی کو تنبیہ فرمائی۔ (اَب لوگوں کا یہ حال ہے کہ اہل وعیال کو حرام باتوں سے بھی نہیں روکتے ، اللہ تعالیٰ ہدایت فرماویں)۔

(۶۷) یَافَاطِمَةُ اصْبِرِیْ عَلٰی مَرَارَةِ الدُّنْیَا. (رواہ الحاکم کذا فی کنوز الحقائق للعلامة عبد الرؤف المناوی)

فرمایا رسولِ کریم ﷺ نے اے فاطمہ ؓ دُنیا کی تلخی پر صبر کر (اِس کو کنوز الحقائق میں شارح جامع صغیر نے حاکم کی روایت سے نقل کیا ہے)۔

یہ عمل تھا حضرت فاطمہ ؓ کا اور یہ تعلیم تھی رسولِ مقبول ﷺ کی۔ حضرت انسؓ کی والدہ صاحبہ نے حضور ﷺ سے حضرت انسؓ کے لیے دُعاء چاہی تھی ۔آپ کی دُعاء سے اُن کے مال و اَولاد میں بڑی کثرت ہوئی اور اپنے اہل بیت کو دُنیا سے اِس قدر علیحدہ رکھا کہ قدرِ حاجت میں بھی کمی رہی۔ یہ بات سوائے سچے نبی اور عاشقِ الٰہی کے اور کون کرسکتا ہے اور سوائے سچے عاشقانِ خدا کے یہ نصیحت اور کون قبول کرسکتا ہے)

(۶۸) یَافَاطِمَةُ اشْتَرِیْ نَفْسَكِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ . (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس کذا فی الکنوز)

اے فاطمہؓ اپنی جان کو خرید لے اگرچہ ایک ٹکڑے چھوہارے کے بدلے ہو (اس کو کنوز میں دیلمیؒ سے روایت کیا ہے)۔

مطلب یہ ہے کہ دوزخ سے آزادی کا سامان کرو اگرچہ عمل تھوڑا ہی ہو لیکن کیے جاؤ، تھوڑے بہت کا خیال نہ کرو یہ تعلیم تھی جس نے عمل کرا کے سردار بنا دیا۔ (جاری ہے)

گلدستۂ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

رسولِ اکرم ﷺ کو کفن مبارک میں تین کپڑے دیئے گئے :

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِیْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ يَمَانِيَّةٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِّنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ.

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوۃ ص ۱۴۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا تھا جو سفید یمنی کپڑے تھے اور (یمن کی ایک وادی) سَحُوْلْ کی بنی ہوئی روئی کے تھے، نہ اُن میں (سیا ہوا) کُرتہ تھا اور نہ پگڑی تھی۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام روزانہ سوتے وقت تینوں قل پڑھ کر دم کیا کرتے تھے :

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَأَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ.

(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوۃ ص ۱۸۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام روزانہ رات کو جب بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھ ملا لیتے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر اُن پر دم کرتے پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے جسم مبارک پر جہاں تک ہوسکتا پھیر لیتے۔ پہلے آپ اپنے دونوں ہاتھ

سر، منہ اور بدن کے اَگلے حصہ پر پھیرتے (اِس کے بعد بدن کے دُوسرے حصوں پر پھیرتے) آپ یہ عمل تین دفعہ کرتے تھے۔

ف : اَحادیثِ مبارکہ میں سوتے وقت کے بہت سے آداب اور بہت سی دُعائیں ذکر کی گئی ہیں جو ''حصن حصین'' میں تفصیل سے مذکور ہیں۔ گزشتہ شمارہ میں سوتے وقت اِستغفار کی فضیلت ذکر کی گئی تھی مذکورہ بالا حدیث میں تینوں قُلْ پڑھ کر دم کرنے کا ذکر ہے۔ ایک حدیثِ پاک میں قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنْ پڑھنے کا ذکر بھی آیا ہے چنانچہ حضرت فروہ بن نوفلؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسی چیز (یعنی کوئی آیت یا سورت) سکھلا دیجیے جسے میں بستر پر جاکر پڑھ لیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنْ پڑھ لیا کرو کیونکہ یہ سورت شرک سے براءت پر (مشتمل) ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، دارمی، بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۸۹)

سورۂ کہف کی اِبتدائی تین آیات پڑھنے سے دجال سے حفاظت ہوگی :

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ ثَلٰثَ آیَاتٍ مِنْ اَوَّلِ الْکَھْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ .

(ترمذی بحوالہ مشکوۃ ص ۱۸۷)

حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا : جو شخص سورۂ کہف کی اِبتدائی تین آیتیں (بھی) پڑھ لیا کرے گا اُسے دجال کے فتنہ سے بچالیا جائے گا۔

ف : دجال سے مراد یا تو وہ دجال ہے جو قربِ قیامت میں نکلے گا اور لوگوں کو اپنے مکروفریب میں پھانسے گا یا پھر ہر وہ جھوٹا اور فریبی مراد ہے جو اپنے جھوٹ اور فریب سے لوگوں کے ایمان واعمال کو برباد کرتا ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ جو اِس حدیث کے راوی ہیں اُن ہی سے ایک اور روایت منقول ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کی اِبتدائی دس سورتیں یاد کرے گا اُسے دجال (کے فتنہ) سے بچایا جائے گا جبکہ مذکورہ بالا حدیث میں تین آیتوں کا ذکر ہے۔ بظاہر دونوں حدیثیں متعارض ہیں۔ شارحینِ حدیث نے اِس تعارض کے متعدد جواب دیے ہیں یہاں دو جواب ذکر کیے جاتے ہیں۔

پہلا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثیں اختلافِ احوال واشخاص پر محمول ہیں جس حدیثِ پاک میں دس آیتوں کا ذکر ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ اگر دس آیتیں پڑھنے والے شخص کی دجال سے ملاقات ہوگئی تو اُسے دجال کے فتنہ میں مبتلا ہونے سے بچالیا جائے گا اور جس حدیثِ پاک میں تین آیتوں کا ذکر ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص تین آیتیں پڑھتا رہے گا اُسے دجال کے اُن فتنوں میں مبتلا ہونے سے بچالیا جائے گا جو دجال کی عدمِ ملاقات کی صورت میں پیش آرہے ہوں گے۔ وجہ یہ ہے کہ دجال کا فتنہ اُس کی ملاقات کی صورت میں زیادہ سخت ہوگا بہ نسبت اُس فتنہ کے جو عدمِ ملاقات کی صورت میں ہوگا لہٰذا جو شخص دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کی ملاقات کے فتنہ سے محفوظ رہے گا اور جو شخص تین آیتیں پڑھے گا وہ اُس فتنہ سے محفوظ رہے گا جس میں لوگ دجال سے ملے بغیر مبتلا ہوں گے۔

دُوسرا جواب یہ ہے کہ پہلے تو دس آیتوں کے یاد کرنے پر مذکورہ خاصیت و برکت کی بشارت دی گئی پھر بعد میں ازراہِ وسعتِ فضل تین آیتوں کے پڑھنے ہی پر یہ بشارت عطا فرمادی گئی، واللہ اعلم۔

صبح وشام اَعوذُ باللہ اور سورۂ حشر کی آخری تین آیات پڑھنے کی فضیلت :

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَقَرَأَ ثَلٰثَ آيَاتٍ مِّنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُمْسِىَ وَاِنْ مَّاتَ فِىْ ذَالِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيْدًا وَمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِىْ كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ.

(ترمذی، دارمی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۸۸)

حضرت معقل بن یسارؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ یہ کہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور پھر سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں (هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ سے وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ تک) پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ستر ہزار فرشتے مقرر فرمادیتے

ہیں جو اُس کے لیے شام تک (خیر و بھلائی کی توفیق کی) دُعاء کرتے رہتے ہیں اور اگر یہ شخص اُس دن مرجاتا ہے تو شہادت کی موت مرتا ہے اور اگر کوئی شخص اِن چیزوں کو شام کے وقت پڑھے تو اُسے بھی یہ سعادت حاصل ہوتی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اُس کے لیے بھی ستر ہزار فرشتے مقرر فرمادیتے ہیں جو اُس کے لیے صبح تک خیر و بھلائی کی توفیق کی دُعا کرتے رہتے ہیں اور اگر یہ شخص اُس رات مرجاتا ہے تو شہادت کی موت مرتا ہے)۔

روزانہ صبح و شام تینوں قل پڑھنا ہر قسم کی آفات سے بچاتا ہے :

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ خُبَیْبٍ قَالَ خَرَجْنَا فِیْ لَیْلَۃِ مَطَرٍ وَظُلْمَۃٍ شَدِیْدَۃٍ نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَدْرَکْنَاہُ فَقَالَ قُلْ .قُلْتُ مَا اَقُوْلُ، قَالَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ حِیْنَ تُصْبِحُ وَحِیْنَ تُمْسِیْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ تَکْفِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ.

(ترمذی، ابو داوٗد ، نسائی بحوالہ مشکوۃ ص ۱۸۸)

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ سخت اندھیری اور بارش کی رات میں رسول اللہ ﷺ کو ڈھونڈتے ہوئے نکلے (یعنی آپ کہیں تشریف لے جارہے تھے ہم بھی آپ کو ڈھونڈتے ہوئے نکلے تاکہ آپ کے ہمراہ جائیں) چنانچہ ہم نے آپ کو پالیا، آپ نے فرمایا کہ پڑھو۔ میں نے عرض کیا کہ کیا پڑھوں؟ فرمایا : صبح و شام تین مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھا کرو یہ تمہیں ہر چیز سے کفایت کریں گی (یعنی تم سے ہر قسم کی آفت و بلا کو دُور کریں گی)۔

شیروں میں شجاعت کی کمی دیکھ رہی ہوں

﴿ ہمشیرہ بابر آفریدی شہید، کراچی ﴾

افکار میں عظمت کی کمی دیکھ رہی ہوں
گفتار میں جرأت کی کمی دیکھ رہی ہوں
اظہار میں ہمت کی کمی دیکھ رہی ہوں
کردار میں غیرت کی کمی دیکھ رہی ہوں
جذبوں میں صداقت کی کمی دیکھ رہی ہوں
ایماں میں حرارت کی کمی دیکھ رہی ہوں
شمشیر سے رغبت کی کمی دیکھ رہی ہوں
شیروں میں شجاعت کی کمی دیکھ رہی ہوں
قتال و شہادت کی بتاتا نہیں خوبی
تقریر میں سنت کی کمی دیکھ رہی ہوں
امریکہ کا ویزا ہے تجھے جان سے پیارا
خون میں تیرے غیرت کی کمی دیکھ رہی ہوں
ظاہر تیرا شفاف ہے لیکن میں مسلسل
باطن میں شرافت کی کمی دیکھ رہی ہوں
تلوار اُٹھانے سے گریزاں ہے مسلماں
ایماں میں طاقت کی کمی دیکھ رہی ہوں
ہرگز تو محمد ﷺ کا وفادار نہیں ہے
میں تجھ میں اطاعت کی کمی دیکھ رہی ہوں

قسط : ۱۱

یہودی خباثتیں

﴿ تحریر : فلسطینی مفکر عبداللہ التل ، ترجمہ و تلخیص : مولانا سیّد سلمان حسینی ندوی ﴾

سامی مخالفت : (ANTI-SEMITISM)

شاید تاریخ میں کسی دروغ گوئی اور جھوٹ کو ایسا رواج نہ ملا ہوگا جیسا کہ (سامی مخالف) نعرہ کو، یہ نعرہ یہودیوں کی ایجاد ہے جس کو اُنہوں نے پوری انسانیت سے جنگ کے لیے ایک مہلک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اُنہوں نے دُنیا کو باوَر کرانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی کہ یہودی دُشمنی، سامی دُشمنی یا سامی نسل کی دُشمنی ہے۔ یہودیوں نے اپنی بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ یہودیت کو ''سام مخالف'' پروپیگنڈہ کی آڑ میں چھپانے کی بڑی کامیاب کوشش کی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اُس کو ''سامی مخالف'' نہیں بلکہ ''یہودی مخالف'' اِصطلاح سمجھنا چاہیے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سامی نسل صرف یہودیوں کی نہیں سارے عربوں کی ہے۔ یورپ یہودیت کا شکار ہو کر اِس حقیقت کو فراموش کرتا ہے کہ عرب قوم جو سامی نسل سے ہے یہودیت اور صہیونیت کے سخت ترین مظالم کو برداشت کر رہی ہے اِس کے باوجود یہ سفید جھوٹ چلایا جا رہا ہے کہ یہودی مظلوم و ستم رسیدہ ہیں کیوں کہ وہ ''سامی'' ہیں۔

سامی مخالف نعرہ اُٹھارویں، اُنیسویں اور بیسویں صدی کے نصفِ اوّل میں بہت رواج پذیر ہوا۔ یہودیوں نے اپنے تمام مخالفوں کے خلاف اِس کو بڑی عیاری سے استعمال کیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ عام طور پر اِس پروپیگنڈہ کے پیچھے بحیرۂ کیسپین سے آنے والے یہودی پیش پیش رہے جن کا سامی نسل سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جو آج یہودی آبادی کا سب سے بڑے حصہ ہیں۔ یہودیوں نے آخر اِس ہتھیار کو کس کس طرح استعمال کیا جبکہ یہ محض ایک بے معنٰی اور کھوکھلا لفظ ہے آیئے اِس کا ایک سرکاری جائزہ لیں۔

(۱) یہودیوں نے ہمیشہ کمزور قوموں پر مظالم کیے اور جب کبھی اِن مظالم کے پیچھے اِن کے خفیہ

ہاتھ کا پتہ چلا اور اِن کے خلاف کارروائی کے لیے لوگ اُٹھنے لگے تو یہودی چیخ پڑے کہ یہ ''سام دُشمنی'' ہے۔

(۲) اُنہوں نے یورپ میں مذہبی جنگیں چھیڑ کر لاکھوں عیسائیوں کو لقمۂ اَجل بنایا اور جب لوگ اِن کی سازشوں کے ردِّعمل پر اُٹھے تو اُنہوں نے ''سام مخالف'' کا رونا شروع کر دیا۔

(۳) اُنہوں نے پہلی اور دُوسری عالمی جنگ بھڑکانے میں بھرپور حصّہ لیا اور چالیس لاکھ عیسائیوں کو موت کے گھاٹ اُتروا دیا پھر جب اُن کے خلاف آزاد مغربی اہلِ قلم نے آواز بلند کی تو اُنہوں نے ''سام مخالف'' کا ہوّا کھڑا کر دیا۔

(۴) ساسون خاندان نے جب چین میں ۱۸۳۲۔۱۸۶۴ء کے درمیان افیم کی تجارت بڑے پیمانے پر کی جس میں ملک کے آزاد عناصر نے اُن کے خلاف بیانات دیے تو اُنہوں نے ''سام مخالف'' کا شور مچایا۔

(۵) جب رُوسی قوم ساٹھ لاکھ یہودیوں کی شرارتوں سے عاجز آ گئی اور اِن کی سازشوں کو ناکام بنانے کی کوشش شروع کی تو شور مچ گیا کہ ''سام دُشمنی'' کی جارہی ہے جس کے نتیجہ میں ۱۹۱۷ء کے بالشویک اِنقلاب کے آغاز میں لاکھوں آرتھوڈکس عیسائیوں کو ذبح کروا دیا گیا۔

(۶) انگریزوں نے جب ٹرنسوال جنوبی افریقہ میں سونے اور الماس کی کانیں دریافت کیں اور یہودی اُن پر قبضہ کرنے اور اُن کا اِستحصال کرنے کے لیے لپکے جس کے ردِّعمل میں مقامی آبادی نے مخالفت شروع کی تو یہودیوں نے کہنا شروع کیا کہ یہ سام مخالف جذبات ہیں۔ اِس کے بعد اُنہوں نے انگریزوں کو اِس جنگ کی بھٹی میں گُھسنے پر مجبور کر دیا جس نے ہزاروں برطانوی نوجوانوں کی زندگی تباہ کر دی صرف اِس لیے کہ یہ سونا برطانیہ کے یہودیوں کے خزانوں میں پہنچے اور نتیجۃً اِن کانوں کے اکثر شیرز یہودیوں کی ملکیت میں آ گئے۔

(۷) یہودیوں نے جب بھی کسی قوم کا اِستحصال کرنے اور اُس کی معدنیات پر قبضہ کرنے کی کوشش کی اور اِس کی مخالفت ہوئی تو اُنہوں نے ''اینٹی سیمی ٹیزم'' کا اِلزام لگایا۔

(۸) دُنیا میں کسی بھی جگہ جب کسی ملک کے باشندوں نے یہودیوں کے مفاد کے مقابلے میں اپنے ملک کے مفادات کو ترجیح دی تو ''سام مخالفت'' کے نعرہ کا شور مچا دیا گیا۔

(۹) جب بھی سودی لین دین اور بنکوں کے سودی نظام نے کسی ملک کے لیے ایک تباہ کن ہتھیار کی شکل اختیار کی اور اِس کے خلاف آوازیں اُٹھیں تو یہودیوں کی طرف سے یہی پروپیگنڈہ کیا گیا کہ یہ سام مخالف ہے۔

(۱۰) جب بھی لوگ بے اِنتہا گرانی اور یہودیوں کی ذخیرہ اَندوزی کے خلاف چیخ پڑے تو جواب میں یہی کہا گیا کہ یہ ''سام مخالف'' ہے۔

(۱۱) جب بھی کبھی برطانیہ اور امریکہ میں اِس کا مطالبہ کیا گیا کہ ملک کی سیاست سے یہودیوں کا بے جا دباؤ ختم کیا جائے اور وطن کے مفادات کا خیال رکھا جائے تو یہودیوں نے ''سام مخالفت'' کی چیخ و پکار شروع کی اور اِس طرح کی ہر آواز کو دبانے کی بھر پور کوشش کی۔ ٹرومین کی حکومت میں وزیر دفاع فارسٹال کو اُنہوں نے قتل کیا کہ وہ سام مخالف تھا اور تشہیر اِس کی کردی کہ اُس نے خودکشی کرلی۔

(۱۲) جب بھی یہودیوں نے کسی ملک میں بدأمنی پھیلائی اور ملک کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوئے اور بعض جرأت مند قلم حرکت میں آئے تو یہودیوں نے اِس اِلزام کے ساتھ تعاقب کیا کہ یہ ''سام مخالف'' تحریک ہے۔

(۱۳) یہودیوں نے جب بھی خیانت، بدعہدی اور ناپاک تجسس کا جال بچھایا اور لوگ اِن کی حرکتوں سے تنگ آکر معترض ہوئے تو شور مچ گیا کہ یہ ''سام مخالف'' ہیں۔ جب بعض اَخبارات نے یہ خبر شائع کی کہ امریکا و برطانیہ میں جتنے جاسوس پکڑے گئے وہ یہودی تھے تو یہودیوں نے خوب ہنگامہ کیا کہ یہ ''سام مخالف'' کوشش ہے۔

(۱۴) جب رُوس میں ۱۹۵۳ء میں بعض ڈاکٹروں کو گرفتار کیا گیا جنہوں نے بعض بے گناہ اَفراد کو زہریلے انجکشن دے کر مارا تھا تو شور مچایا گیا یہ گرفتاری (سام مخالف) ہے۔ اِسی طرح رُوس میں جب بہت سے یہودی اسمگلر مافیا اور بلیک مارکیٹنگ کرنے والے پکڑے گئے تو جواب میں یہی ہنگامہ کیا گیا کہ لیجیے سوویت رُوس میں بھی ''سام مخالف'' پھیل گئے۔

(۱۵) جب بعض اَخبارات نے یہ خبر شائع کی کہ یہودی ڈاکٹر مریضوں پر کینسر کے انجکشن کا تجربہ کرتے ہیں اور اِس وحشیانہ حرکت پر اُنہوں نے آواز اُٹھائی تو یہودیوں نے کہنا شروع کردیا کہ یہ

''سام مخالف'' پروپیگنڈہ ہے۔

(۱۷) جب یہودی جرائم اور معصوم بچوں کو قتل کرکے اُن کے خون سے اپنے تہوار میں روٹیاں تیار کرنے کے ناپاک اور درندہ خصلت عمل پر دُنیا چیخ پڑی تو اُنہوں نے ''سام مخالف'' کا حربہ استعمال کرکے توجہ ہٹانے کی کوشش کی۔

(۱۸) جب بھی کبھی تلمود اور یہودیوں کے مجرمانہ پروٹوکول پر تنقید کی گئی تو جواب یہی ملا یہ ''سام مخالف'' رُجحانات ہیں۔

(۱۹) یہودیوں کی سازشوں اور خطرناک منصوبوں سے جب بھی پردہ ہٹایا گیا اور دُنیا کو اِن کی خطرناکی سے واقف کرنے کی کوشش کی گئی تو یہودیوں نے اِسی ''سام مخالف'' نعرہ کا سہارا لیا۔

(۲۰) فری میسن تحریک کی جو بھی مخالفت کرتا ہے اور اُس کی تخریبی سرگرمیوں کی نشاندہی کرتا اور یہ بتاتا ہے کہ یہ خفیہ یہودی تنظیم ہے تو یہودی ''سام مخالف'' کا شور مچانا شروع کردیتے ہیں۔

(۲۱) امریکن عیسائی جب بھی اپنے سکولوں میں اپنی مذہبی دُعاء پڑھنا چاہتے ہیں تو ''سام مخالف'' کا نعرہ لگا کر اِس پر روک لگادی جاتی ہے۔

(۲۲) جب بھی کسی ملک میں دینی تحریک زور پکڑتی ہے تو یہ یہودی ''سام مخالف'' کا واویلا مچاتے ہیں، مقصد اِن کا دینی تحریک کا ختم کرنا ہوتا ہے۔

(۲۳) جب بھی کوئی آزاد اور بے باک قلم یا زبان، صحافت، ریڈیو، اشاعتی اِداروں، ٹیلی ویژن اور ایڈورٹائزنگ کمپنیوں پر یہودی قبضہ کی حقیقت کا اِنکشاف کرتی ہے تو اِس قلم کو توڑنے اور اِس زبان کو تراشنے کی یہودی بھرپور کوشش کرتے ہیں اور ''سام مخالف'' کا حربہ استعمال کرتے ہیں۔

(۲۴) جب بھی کسی اِدارہ تنظیم یا کمپنی میں یہودیوں کی بڑھتی شرح اور کثیر نمائندگی کی نشاندہی کی جاتی ہے تو یہود اِس کو ''سام مخالف'' کا نام دیتے ہیں۔

اِس طرح ''سام مخالف'' نعرہ ایک خوفناک، مسموم اور قاتل حربہ ہے جو یہودیوں کی عالمی خفیہ حکومت کی مدد کرتا رہتا ہے اور جو یورپ و امریکہ کے اِیوانوں کو یرغمال و غلام بنائے ہوئے ہے۔ دُنیا کے بڑے بنکوں پر یہودی قبضہ اور ہارڈ کرنسی پر اِن کے تسلط نے اِس ہتھیار کو استعمال کرنا اِن کے لیے آسان

بنا رکھا ہے۔ یورپ و امریکہ کے حکام کی آنکھوں پر ایسی پٹیاں باندھ دی گئی ہیں کہ وہ یہودی اِنصاف پسند مفکرین کے اُن بیانات پر بھی دھیان نہیں دیتے کہ یہودی خود درحقیقت ''سام مخالف'' ہیں۔ برنارڈ لازار اپنی کتاب Antisemitism میں جو ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی تھی لکھتا ہے :

''جن اَسباب نے ''سام مخالف'' جذبات کو جنم دیا وہ خود یہودیوں کی غلطیوں کا نتیجہ ہیں نہ کہ اُن کے مخالفین کی۔ دُوسری طرف یہودیوں کے رُجحانات اور جذبات نے دُنیا کے انقلابات میں ہمیشہ اپنا کردار ادا کیا ہے۔''

دُوسرا اِعتراف ایک بڑے صہیونی لیڈر حاییم وائزمین کا ہے جس نے اینگلو امریکن تحقیقات کمیٹی کے سامنے ۱۹۴۶ء میں فلسطین میں کہا تھا :

''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم جہاں بھی جاتے ہیں اپنے توشہ دان میں ''سام مخالف'' جذبات لے جاتے ہیں۔''

بتاریخ ۲۵/اپریل ۱۹۵۲ء لندن سے شائع ہونے والے پرچہ Jewish Chronicle نے ممبر پارلیمنٹ ''سلور مین'' کی گفتگو نقل کی تھی جو اُس وقت عالمی یہودی کونسل کا وائس پریسیڈنٹ بھی تھا۔ وہ سوویت یونین میں یہودی کلچر کے زوال و اِنحطاط پر تبصرہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ :

''میں چاہتا ہوں کہ یہودیوں کے اِنحطاط و گراوٹ کے اَسباب کو سام مخالف عنصر کی طرف پھیرنے کی کوشش یا سوچ کے بارے میں واضح کردوں کہ یہ معنوی اعتبار سے شرارت انگیز اور سیاسی اعتبار سے بھی ایک مجنونانہ اور احمقانہ عمل ہے۔''

عالمی یہودیت اور لیگ آف نیشنز یا یونائیٹڈ نیشنز : (League Of Nations)

لیگ آف نیشنز اصلاً یہودیوں کی پیداوار ہے جس کو یہودیوں نے عالمی رائے عامہ اور ممبر ملکوں کو اپنے سیاسی اور عسکری دباؤ میں لینے کے لیے ماسونیت اور صہیونیت کو بطور آلۂ کار استعمال کر کے قائم کیا۔ ۱۹۱۸ء کی پہلی جنگِ عظیم کے بعد ''اتحادِ اَقوام'' اچانک وجود میں نہیں آگیا بلکہ اُس کی منصوبہ سازی یہودی ایک صدی سے کر رہے تھے۔ ''لیٹ مین روزنٹال'' نے اپنی کتاب (When Prophets Speak) ''جب نبی بولتے ہیں'' میں لکھا ہے کہ یہودی ماکس نورڈ نے ۱۹۰۳ء کی چھٹی صہیونی کانفرنس میں کہا تھا :

''قریب ہی ایک عالمی کانفرنس کی دعوت دی جائے گی ...... اور مجھے یہ بات کہنے دیجیے گویا کہ میں آپ کو ایک ایسی سیڑھی کے پائے دکھا رہا ہوں جو ہمیں بلندیوں کی طرف لے جائے گی یعنی ہرزل۔صیہونی کانفرنس۔ یوگینڈا اسے متعلق برطانوی تجاویز۔ آئندہ عالمی جنگ اور صلح کانفرنس جس کے ذریعہ برطانیہ کی مدد سے ایک یہودی آزاد فلسطین کا وجود ہوگا۔''

۲۸/۲۹/۳۰ جون ۱۹۱۷ء کو عالمی ماسونی مجالس کی کانفرنس کی قراردادوں میں کہا گیا تھا :

''اِس کی بڑی اہمیت ہے کہ ہم مستقبل کا ایک مسرور و شاداں شہر وجود میں لائیں اِسی ماسونی مقصد کے لیے آج آپ کو زحمت دی گئی ہے، ہم نے اِس جنگ کو منظّم جمہوریتوں اور ظالم عسکری طاقتوں کے درمیان ایک خوفناک جھگڑے میں تبدیل کر دیا ہے، اِس آندھی نے قدیم قیصری طاقتوں کو توڑ دیا ہے اور آزادی کی مزید آندھیاں باقی حکومتوں کو اُکھاڑ پھینکیں گی ، اِس لیے ایک بالا دست عالمی اِقتدار وجود میں لانے میں اَب کوئی حرج نہیں۔ ماسونیت امن و سلامتی کی بانی ہے اِس نئی تشکیل ''لیگ آف نیشنز'' کو موضوع بحث بنایا جانا چاہیے۔''

''لیگ آف نیشنز'' کے قیام کے بعد ''جسی سامتر'' یہودی نے اپنی کتاب ''رہنمائے صہیونیت'' میں لکھا تھا :

''لیگ آف نیشنز ایک قدیم یہودی خیال تھا''۔

یہودی ماسونی ''لین ہوف'' نے ''وائز فری موررز ائٹنگ'' نامی پرچہ شمارہ نمبر ۶ ر میں سن ۱۹۲۷ء میں لکھا تھا :

''جو لوگ ماسونیت اور لیگ آف نیشنز میں رابطہ قائم کرتے ہیں صحیح کرتے ہیں کیونکہ لیگ آف نیشنز ماسونیت کی تعلیمات و اَفکار سے ہی ماخوذ ہے''۔

یہودی جرنل (Judische Rundschou) شمارہ نمبر ۸۳ میں بتاریخ ۱۹۲۱ء لکھا گیا تھا :

''لیگ آف نیشنز کی صحیح جگہ ''جنیوا'' یا ''لاہائی'' نہیں ہے ''چینز برگ'' نے صہیونی پہاڑ پر ہیکل کا خواب دیکھا تھا جہاں دُنیا کی اَقوام کے نمائندہ اَبدی مقام پر ہیکل کا اِفتتاح کریں گے اور حقیقی امن اُس وقت تک قائم نہیں ہوسکتا جب تک کہ تمام دُنیا کے لوگ بحیثیتِ سیاح اس ہیکل کی زیارت کے لیے نہ آئیں''۔

مشہور یہودی مؤرخ (اسرائیل زانجویل) نے لندن سے شائع ہونے والے جیوش گارجین نامی جریدہ میں بتاریخ ۱۹۲۰/۶/۱۱ء لکھا تھا :

''اقلیتوں کے معاہدات'' لیگ آف نیشنز کے لیے کسوٹی ہیں، یہودیوں کو اس کی ہی فکر و خیال ہے''۔

صہیونی لیڈر (ناحوم سوکولوف) نے اِس یہودی کانفرنس میں جس کا اِنعقاد بتاریخ ۱۹۲۲/۸/۲۷ء ''کارلس باڈ'' میں ہوا تھا، کہا تھا اور دُوسرے دن نیویارک ٹائمز نے اِس کو شائع کیا تھا :

''لیگ آف نیشنز یہودی سوچ ہے ہم نے ۲۵ سال کی محنت کے بعد اِسے وجود بخشا ہے اَب کسی دن قدس عالمی امن کا پایہ تخت ہوگا ہم نے ۲۵ سال میں جو کچھ کیا ہے اُس کا سہرا تھیوڈور ہرزل کے سر ہے''۔

یہ اَقوال وتصریحات جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں خود یہودیوں اور صہیونیوں کے ہیں۔ اِس اتحاد کے قائدین جن کو عالمی یہودیت نے پہلی جنگِ عظیم میں استعمال کیا بڑے متعصب اور سخت ماسونی تھے، اِن کا سربراہ امریکہ کا (وِلسن) تھا اور اِس کا یہودی مشیر ''ہاؤس'' برطانیہ کا ''لائڈ جارج'' اور اُس کا یہودی سیکرٹری ''ساسن'' اس کے ساتھ تھے جس نے مشرق میں افیم کی تجارت پر قبضہ کر رکھا تھا اور اِسی فہرست میں فرانس کا (کلی منسو) اور اُس کا پرائیویٹ سیکریٹری (ماندل اوٹشیلٹ) تھا۔ سب سے اہم اور پہلا کام جو لیگ آف نیشنز نے کیا تھا وہ یہ کہ ''اریک ڈرنمونڈ'' (Eric Drunmond) کو ایک سرکاری خط دے کر صہیونی قائد، حاییم وایزمین کے پاس اِس کا اطمینان دلانے کے بھیجا تھا کہ لیگ آف نیشنز کا اہم فریضہ یہودیوں کے حقوق کی حفاظت ہے۔ یہودیوں نے لیگ آف نیشنز کا استعمال فلسطین پر برطانیہ کے اِقتدار کے لیے کیا تھا تا کہ بالفور کے وعدہ کو پورا کرایا جائے، فلسطین کو یہودیانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ (جاری ہے) ✡ ✡ ✡

وفیات

حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب ۱۳؍شوال/ ۲۶؍اکتوبر کو مخدوم پور ضلع خانیوال میں ۱۰۶ سال کی عمر پا کر رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. حضرتؒ فاضل دیوبند اور حضرت مولانا پیر جی سید خورشید صاحبؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی برکات کے سلسلہ کو برقرار فرمائے اور اُن کے جاری کردہ فیض کو اُن کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے نیز اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہو، اہل ادارہ اُن کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

حضرت سید نفیس شاہ صاحب مدظلہم کے چھوٹے بھائی اور برادران خلیل الرحمٰن صاحب و جلیل الرحمٰن صاحب کے والد صاحب ۳؍شوال/ ۱۶؍اکتوبر کو ضیق النفس کے مرض کی وجہ سے وفات پا گئے۔ اہل ادارہ اِس موقع پر پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

۱۹؍اکتوبر کو جامعہ کے محبّ و مخلص بڑے حضرتؒ کے مرید خاص جناب حامد خان صاحب طویل علالت کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان میں وفات پا گئے۔ مرحوم بہت شریف الطبع اور بے ضر انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے، ان کے صاحبزادگان احسان دانش و سمیع اللہ صاحبان و دیگر پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

بانیٔ جامعہ حضرت اقدسؒ کے خادم اور مرید عبد الرزاق صاحب طویل علالت کے بعد ماہ صیام کی ۲۰؍تاریخ کو ڈُلّے والا ضلع بھکر میں وفات پا گئے۔ مرحوم علماء دوست اور نیک سیرت انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے۔

۲۱؍اگست کو جناب محمد زاہد سعید ملک صاحب اسلام آباد میں انتقال فرما گئے۔ جامعہ مدنیہ لاہور کے چوکیدار محمد سلیم کے والد صاحب بھی گذشتہ ماہ انتقال کر گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصال ثواب کرایا گیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

حضرت مولانا سیّد محمد امین شاہ صاحب مخدوم پوریؒ کی یاد میں

﴿ جناب پروفیسر میاں محمد افضل صاحب، ساہیوال ﴾

ہو گئے ہیں راہیٔ خلد بریں — نامِ نامی جن کا تھا سیّد امینؒ
دیکھ لو اندھیر ہر سو چھا گیا — سالکانِ راہ ہیں اندوہگیں
پیکرِ رُشد و ہدایت تھا وہ شخص — نہ جُھکائی غیر کے آگے جبیں
حضرتِ مدنیؒ کے تھے تلمیذ آپ — جن سے سیکھی حکمتِ دینِ مبیں
آپ کے اُستاد بھی مرشد بھی وہ — اُن سا رہبر اِس زماں کوئی نہیں
حکم تھا اُن کا رہو مخدوم پور — پھر کرو یاں خدمتِ دینِ متین
چھوڑ کر اپنا وطن ٹھہرے یہاں — حکم مانا ، ہوگئے صاحبِ یقیں
پھر نکھارا صحبت خورشیدؒ ۱؎ نے — جو تھے قطبِ وقت اور سالارِ دیں
لاج رکھی خوب اپنے شیخ کی — تھا زمانہ آپ کے زیرِ نگیں
صبر دے دے وارثانِ شاہ کو — حادثہ اِس سے بڑا کوئی نہیں
اُن کے بیٹے کا شریکِ غم ہوں میں — کر دے مولا اِن کو اچھا جانشیں
تیری خاطر جس نے چھوڑا وطن ۲؎ کو — بخش دے اُس کو اے ربُّ العالمیں
دے دے اُن کو جنت الفردوس تُو — تھا محبِّ رحمۃٌ للعالمیں
آپ کے جانے سے سب غمگین ہیں — صبر سب کو دے اِلٰہ العالمیں
افضلؔ ناچیز بھی ناشاد ہے — اُٹھ گیا جب سایۂ سیّد امیں

۱؎ پیر جی سید خورشید احمد صاحبؒ جو حضرت مدنیؒ کے بڑے خلفاء میں سے تھے۔ ۲؎ اصل وطن بنوں تھا۔

دینی مسائل

﴿ روٹی کپڑے اور رہائش کا بیان ﴾

مسئلہ : بیوی کا روٹی کپڑا مرد کے ذمّہ واجب ہے۔ عورت چاہے کتنی مالدار ہو مگر خرچ مرد ہی کے ذمّہ ہے اور رہنے کے لیے گھر دینا بھی مرد کے ذمّہ ہے۔

مسئلہ : نکاح ہو گیا لیکن رُخصتی نہیں ہوئی تب بھی روٹی کپڑے کی دعویدار ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر مرد نے رُخصت کرانا چاہا پھر بھی رُخصتی نہیں ہوئی تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں۔

مسئلہ : بیوی بہت چھوٹی ہے کہ صحبت کے قابل نہیں تو اگر مرد نے کام کاج کے لیے یا اپنا دل بہلانے کے لیے اُس کو اپنے گھر رَکھ لیا تو اُس کا روٹی کپڑا مرد کے ذمّہ واجب ہے اور اگر نہ رکھا میکے بھیج دیا تو واجب نہیں۔

مسئلہ : اگر شوہر چھوٹا نابالغ ہو لیکن عورت بڑی ہو تو اُس کو روٹی کپڑا ملے گا۔

مسئلہ : روٹی کپڑے میں دونوں کی رعایت کی جائے گی۔ اگر دونوں مالدار ہوں تو اُمیروں کی طرح کا کھانا کپڑا ملے گا اور اگر دونوں غریب ہوں تو غریبوں کی طرح اور اگر ایک اُمیر اور دُوسرا غریب ہو تو درمیانہ روٹی کپڑا ملے گا یعنی جو اُمیری سے کم اور غریبی سے زیادہ ہو۔

مسئلہ : کپڑے کے سال میں عورت دو جوڑے لینے کی حق دار ہے ایک گرمی کا ایک سردی کا۔

مسئلہ : یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زوجین آپس میں باہمی سمجھوتہ سے کوئی خرچہ مقرر کر لیں یا اِختلاف کی صورت میں عدالت یا یونین کونسل سے مقرر کرا لیں۔

مسئلہ : عورت اگر بیمار ہے کہ گھر کا کاروبار نہیں کر سکتی یا ایسے بڑے گھر کی ہے کہ اپنے ہاتھ سے پیسنے، کوٹنے، کھانا پکانے کا کام نہیں کر سکتی بلکہ عیب سمجھتی ہے اور وہاں کے رواج میں لوگ اِس کو گھٹیا بات سمجھتے ہیں تو پکا پکایا کھانا دیا جائے گا اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو گھر کا سب کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنا واجب ہے۔ یہ سب کام خود کرے، مرد کے ذمّہ فقط اِتنا ہے کہ چولہا چکی کچا اَناج، لکڑی کھانے پینے کے برتن وغیرہ لا دے، عورت اپنے ہاتھ سے پکائے اور کھائے۔

مسئلہ : تیل، کنگھی، صابن، وضو اور نہانے کا پانی مرد کے ذمّہ ہے اور سُرمہ مسی پانی تمبا کو مرد کے ذمّہ نہیں۔

مسئلہ : عورت کے اپنے کپڑوں کی دُھلائی کے لیے دھوبی کی تنخواہ و اُجرت مرد کے ذمّہ نہیں۔ اپنے ہاتھ سے دھوئے اور پہنے اور اگر مرد دیدے تو اُس کا اِحسان ہے۔

مسئلہ : دائی جنائی کی مزدوری اُس پر ہے جس نے بلوایا۔ مرد نے بلایا ہو تو مرد پر اور عورت نے بلایا ہو تو اُس پر اور جو بغیر بلائے آگئی تو مرد پر ہے۔ بالفاظِ دیگر اگر مرد خود عورت کو لیڈی ڈاکٹر کے پاس یا ہسپتال لے گیا یا عورت سے کہا کہ وہ خود چلی جائے خرچہ وہ دے گا تو خرچہ مرد کے ذمّہ ہے اور اگر عورت اَز خود چلی گئی تو خرچہ عورت کے ذمّہ ہوگا۔

مسئلہ : جتنے زمانے تک شوہر کی اِجازت سے اپنے ماں باپ کے گھر رہے اُتنے زمانے کا روٹی کپڑا بھی مرد سے لے سکتی ہے۔

مسئلہ : عورت حج کرنے گئی تو اُتنے زمانے کا روٹی کپڑا مرد کے ذمّہ نہیں۔ البتہ اگر شوہر بھی ساتھ ہو تو اُس زمانہ کا خرچ بھی ملے گا لیکن روٹی کپڑے کا جتنا خرچ گھر میں ملتا تھا اُتنا ہی پانے کی مستحق ہے جو کچھ زیادہ لگے اپنے پاس سے لگائے اور ریل اور جہاز وغیرہ کا کرایہ بھی مرد کے ذمّہ نہیں ہے۔

مسئلہ : عورت بیمار پڑگئی تو بیماری کے زمانے کا روٹی کپڑا پانے کی مستحق ہے چاہے مرد کے گھر بیمار پڑے یا اپنے میکے میں، لیکن اگر بیماری کی حالت میں مرد نے بلایا پھر باوجود قدرت کے بھی نہیں آئی تو اَب اُس کے پانے کی مستحق نہیں رہی اور بیماری کی حالت میں فقط روٹی کپڑے کا خرچ ملے گا۔

مسئلہ : اگر باپ بہت بیمار ہے اور اُس کا کوئی خبر لینے والا نہیں تو ضرورت کے موافق وہاں روز جایا کرے۔ اگر باپ بے دین کافر ہو تب بھی یہی حکم ہے بلکہ اگر شوہر منع بھی کرے تب بھی جانا چاہیے لیکن شوہر کے منع کرنے پر جانے سے روٹی کپڑے کا حق نہ رہے گا۔

مسئلہ : جتنا مہر پہلے دینے کا دستور ہے یا پہلے دینا طے ہوا ہے وہ مرد نے نہیں دیا اِس لیے عورت مرد کے گھر نہیں جاتی تو اُس کو روٹی کپڑا دلایا جائے گا اور اگر یوں ہی بے وجہ مرد کے گھر نہ جاتی ہو تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں ہے، جب سے جائے گی اُس وقت سے دلایا جائے گا۔ (باقی صفحہ ۵۹)

خانقاہِ حامدیہ اور رمضان المبارک

﴿ محمد عامر اخلاق، متعلم جامعہ مدنیہ جدید ﴾

اِس برس بھی رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کا مجھ سیہ کار اور گنہگار پر خاص فضل و کرم ہوا کہ خانقاہِ حامدیہ کے تحت لاہور میں آخری عشرۂ اعتکاف کی توفیق ہوئی اور حضرت شیخ کامل مولانا سید محمود میاں صاحب دامت برکاتہم وفیوضہم کی صحبت کا شرف ملا۔ شُرکائے اعتکاف کی تعداد مریدین و مقیمین حضرات سمیت تقریباً تیس تھی اور حضرت شیخ کی جانب سے مسترشدین و مریدین کے لیے کچھ اعمال اجتماعیہ تھے اور کچھ حسبِ حال ہر ایک کے لیے اِنفرادی ہدایات و اَعمال تھے۔

ہر روز ظہر کی نماز کے بعد آدھ گھنٹہ کی اجتماعی مجلس ہوتی جس میں سلفِ صالحین کا ذکر خیر ہوتا اور پیش آمدہ احوال و مسائل حضرت شیخ سے دریافت کیے جاتے اور بیعت کے خواہشمند بیعت ہوتے۔ بعد ازاں عصر تک سالکین اپنے اپنے انفرادی عمل میں مشغول رہتے۔

عصر کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور سُنتوں کے متعلق ''نبوی لیل و نہار'' نامی رسالہ جس کو حضرت شیخ خود پڑھ کر ہمیں حضور ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اور سنتِ نبوی کی پیروی کی اہمیت و ضرورت بیان فرماتے، یہ عمل بیس پچیس منٹ جاری رہتا۔ اس کے بعد حلقۂ ذکر ہوتا اور ہر سالک اپنے ہدایت کردہ ذکر میں افطار تک مشغول رہتا اور پھر حضرت شیخ کی معیت میں تمام مریدین روزہ افطار کرتے۔

جب عشاء کی نماز اور تراویح سے فارغ ہوجاتے تو حضرت شیخ کی صحبت میں سارے مریدین و متعلقین حضرات ایک حلقہ میں جمع ہوجاتے، اس حلقہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب قدس سرہٗ العزیز کی تالیف فرمودہ ''تاریخ مشائخ چشت'' پڑھ کر سنائی جاتی۔ آخری دن شیخ المشائخ حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس سرہ العزیز کے ذکرِ خیر کے بعد یہ سلسلہ ختم ہوجاتا۔ اور حضرت شیخ تاریخ مشائخ چشت اپنے مریدین سے پڑھواتے اور کہیں کہیں تشریح اور وضاحت بھی فرماتے اور باقی حضرات ہمہ تن گوش ہوکر سنتے۔ تاریخِ مشائخ چشت کے پڑھنے سے ہم سالکین کو تصوف کی اہمیت اور ضرورت کا علم ہوا اور یہ

جذبہ پیدا ہوا کہ طالبِ صادق بننا ضروری ہے جس طرح ہمارے مشائخ چشت اور دیگر تمام سلفِ صالحین کا طریقہ رہا ہے کہ اُن حضرات نے دُنیا سے بے رغبتی اور عاجزی وانکساری، اطاعت وفرمانبرداری، تقویٰ و طہارت کی جو مثالیں قائم کی ہیں اُن کو ہم نمونہ بنائیں۔

حضرت شیخ اور تمام مریدین ومقیمین شیخ المشائخ مُرشدنا وسیدنا مولانا سید حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہُ العزیز کے ملفوظاتِ عظیمہ اور مواعظ کریمہ کی کیسٹ سننے کے لئے تراویح کے تقریبًا ایک گھنٹہ بعد ایک حلقہ میں بیٹھ جاتے، جب حضرت والاؒ اپنے ناصحانہ انداز میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کی تشریح بیان فرماتے تو ایسے محسوس ہوتا تھا کہ چشمۂ محبتِ الٰہیہ کی آبشاریں ہمارے ویران وخشک دلوں کی بنجر زمین کو سیراب کر رہی ہیں اور ہمارے ایمانی جذبوں کو تر وتازہ کر رہی ہیں اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ چشمۂ نور افروز کی دلفروز کرنیں ہمارے سینوں میں جاگزیں ہو رہی ہیں اور معصیت ونافرمانی کی ظلمت وتاریکی نورِ معرفت کے ہواؤں کے جھونکوں سے زائل ہو رہی ہیں اور خواہشات ولذات کی کالی گھٹائیں چھٹ رہی ہیں۔ حضرت والاؒ کے درسِ حدیث کی کیسٹ تقریبًا آدھ گھنٹہ سنی جاتی۔

اللہ تعالیٰ ان سلاسل طیبہ کو اقوامِ عالم میں تاقیامت جاری وساری فرمائے اور مجھ سیہ کار وگنہگار کو بھی اِن مشائخ کے فیوض وبرکات سے استفادہ کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

بقیہ : دینی مسائل

مسئلہ : روٹی کپڑے کا خرچ ایک سال کا یا اِس سے کم کا پیشگی دے دیا پھر شوہر کی وفات ہوگئی تو اَب اُس میں سے کچھ واپس نہیں لیا جاسکتا۔

مسئلہ : اگر شوہر نے کچھ عرصہ روٹی کپڑے کا خرچہ نہیں دیا اور عورت نے بھی نہیں مانگا تو اگر آپس کی رضامندی سے خرچہ مقرر کیا ہوا تھا یا عدالت وغیرہ کے ذریعے سے مقرر کرایا ہوا تھا تو عورت کو اِس گزری ہوئی مدت کا خرچہ ملے گا اور اگر اِن دونوں میں سے کوئی بات نہ تھی تو نہیں ملے گا۔

سالانہ امتحان وفاق المدارس ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۷ء میں جامعہ مدنیہ جدید کے ۱۸۰ طلباء نے شرکت کی، رزلٹ ۴۸ فیصد رہا۔ جامعہ کے نمایاں کارکردگی والے طلباء کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔ (ادارہ)

نمبر	نام	ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر	تقدیر	کوائف
۱	حبیب اللہ	بشیر احمد	بھکر	۳۳۱	جید	اوّل (عالمیہ)
۲	محمد اعجاز	غلام سرور	مظفرگڑھ	۳۰۸	جید	دوم (عالمیہ)
۳	عبدالشکور	عبدا لصبور	لاہور	۳۰۷	جید	سوم (عالمیہ)
۴	شہزاد موسیٰ	موسیٰ خان	پونچھ	۴۷۰	جید جدًا	اوّل (عالیہ)
۵	محمد سلیم ایمانی	عبداللہ	مظفرگڑھ	۴۳۶	جید جدًا	دوم (عالیہ)
۶	محمد عمران	دوست علی خان	بنوں	۴۱۴	جید جدًا	سوم (عالیہ)
۷	احسان اللہ	محمد ولی	سوات	۵۱۷	ممتاز	اوّل (ثانویہ خاصہ)
۸	اسداللہ	میر صمد خان	مانسہرہ	۵۱۰	ممتاز	دوم (ثانویہ خاصہ)
۹	عبدالغفار	میر محمد	کوئٹہ	۵۰۴	ممتاز	سوم (ثانویہ خاصہ)
۱۰	دوست محمد	بخت امین	دیر	۴۷۰	جید جدًا	اوّل (ثانویہ عامہ)
۱۱	محمد امیر خان	مامیت خان	وزیرستان	۴۵۶	جید جدًا	دوم (ثانویہ عامہ)
۱۲	محمد نوید خان	ایوب خان	مردان	۴۲۹	جید جدًا	سوم (ثانویہ عامہ)
۱۳	عتیق اللہ	عبدالمجید	تخار	۱۰۰	ممتاز	اوّل (درجہ حفظ)
۱۴	نقیب اللہ	محمد ظہیر	تخار	۱۰۰	ممتاز	اوّل (درجہ حفظ)
۱۵	عید محمد	محمد وارث	وانا	۹۶	ممتاز	دوم (درجہ حفظ)
۱۶	ثناء اللہ	عبداللہ	تخار	۹۵	ممتاز	سوم (درجہ حفظ)

بزمِ قارئین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گلدستہ آداب و ہزار ہا تسلیمات کے بعد عرض بحضور انور ہے کہ باری تعالیٰ آپ کے عزائم میں برکات وخیرات عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

جنابِ من ! ''اَنوارِ مدینہ'' لاہور جریدہ کو جب دیکھ لوں تو شوق و دلچسپی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ باوجود سخت مصروفیات کے جب تک شروع سے آخر تک نہ پڑھ لوں اُس وقت تک چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ ''اَنوارِ مدینہ'' کے مضامین پڑھ کر قلب و رُوح شاداب ہوجاتے ہیں۔ ''اَنوارِ مدینہ'' کا ہر عنوان ایک دلچسپ اور اہم عنوان ہوتا ہے جسے پڑھ کر بے اِختیار علمائے حق کے لیے دل سے دُعا نکلتی ہے خداوند تعالیٰ اُن کی عمروں میں درازی اور صحت وتندرستی بخشے۔

''عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ'' کے مسحور کُن خطوط نے بہت مزہ کیا ہے اُنہوں نے عجیب انداز میں بیان فرمایا ہے۔ حضرت آپ محترم کا مضامین پڑھ کر دل کو قرار اور آنکھوں کو ٹھنڈک مل گئی۔ خلاصۃ الکلام یہ کہ کتب خانہ ''دارُ الہدیٰ پیشگان'' ضلع گوادر میں وہ سب حضرات جو مطالعہ کی غرض سے کتب خانہ تشریف لاتے ہیں آپ حضرت المدیر کو خوب دُعائیں دیتے ہیں۔ اُمید ہے کہ آئندہ بھی اپنا مؤقر جریدہ بھیجتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بہت ہی جزائے خیر دے، اللہ آپ کا حامی وناصر ہو، اللہ تعالیٰ آپ کے والدِ محترم حضرت محدثِ اعظم محترم مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے مزارِ مبارک کو نور سے بھر دے اور جنت الفردوس کا باغیچہ بنادے، آمین ثم آمین بحرمۃ سید المرسلین۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اِدارہ کو تا قیامت مرکزِ علم وعرفان بنادے، آمین۔

غلام اللہ سلیمی

سیکرٹری اطلاعات جمعیت علماء اسلام (ف) گروپ ضلع گوادر

ناظم کتب خانہ ''دارالھدیٰ'' پیشکان و اِنتظامیہ لائبریری

۱۳؍رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

جوابی لفافہ حاضر خدمت ہے۔ اُمید ہے جواب اِرسال فرمائیں گے۔

اخبار الجامعہ

بحمد اللہ خانقاہِ حامدیہ کے تحت رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ملک کے اَطراف واَکناف سے معتکفین حضرات تشریف لائے اور سلوک واحسان، ریاضت ومجاہدہ میں مشغول ومصروف رہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

۲۸ر رمضان المبارک/ ۱۱ر اکتوبر کو مسجد حامد کے مرکزی ہال اور اُس سے متصل برآمدے کا فرش کچا کیا گیا۔ مسلسل دو دن کام جاری رہا، ۳۰ر رمضان المبارک رات ایک بجے کام سے فراغت ہوئی والحمد للہ۔ ۶۰۰ بوری سیمنٹ استعمال ہوا۔

۲۰ر اکتوبر کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لے گئے۔ حضرت کے پرانے دوست حاجی غلام مصطفیٰ صاحب اور اُن کے صاحبزادگان طلحہ وطارق صاحبان حضرت کو اپنے گھر لے آئے اور رات کا کھانا تناول فرمانے کے بعد حضرت رات 10:00 بجے جناب حامد خان صاحب مرحوم جو چند دن پہلے فوت ہوگئے تھے اُن کی تعزیت کے لیے اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت نے اُن کے دونوں صاحبزادوں سمیع اللہ اور احسان دانش سے تعزیت کی۔ رات کا قیام بھائی طارق صاحب کے یہاں کیا۔

اگلے روز حضرت اپنے والد حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید عبدالرزاق صاحب مرحوم کی تعزیت کے لیے دُلّے والا گاؤں ضلع بھکر کے لیے روانہ ہوئے اور اُن کے بیٹے عبدالرحیم صاحب کے گھر جا کر اُن سے تعزیت کی۔ حضرت کے دُلّے والے میں تشریف آوری پر مقامی علماء بھی پہنچ گئے جن میں جامعہ مسجد کے خطیب مفتی انتظار صاحب، مولانا ثناء الرحمٰن اور مولانا عبدالرشید صاحب قابلِ ذکر ہیں۔ بعدازاں مفتی انتظار صاحب نے حضرت کو اپنے مدرسہ صداقت القرآن للبنات اور جامعہ مسجد فاروق کا دورہ کرایا۔ حضرت نے مفتی صاحب کے اِصرار پر مدرسے کی ترقی وتعمیر کے لیے دُعاء کی۔ دوپہر 10:00 واپس ڈیرہ اسماعیل خان پہنچ گئے۔

بعدازاں ڈیرہ اسماعیل خان سے شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان صاحب شہیدؒ کی تعزیت کے

لیے پشاور روانہ ہوگئے۔ پشاور میں جناب ڈاکٹر اَرشد تقویم صاحب سے ملاقات کی غرض سے اُن کے گھر تشریف لے گئے، ڈاکٹر صاحب کے اِصرار پر حضرت نے اُن کی رہائش گاہ پر رات کا کھانا تناول فرمایا۔ بعد اَز نماز فجر حضرت مسجد تکبیر کے خطیب مفتی ذاکرحسن صاحب کے ساتھ حضرت مولانا حسن جان صاحب شہیدؒ کی تعزیت کے لیے اُن کے بیٹے مولانا عزیز الحسن صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت نے اُن کے دونوں بیٹوں مولانا عزیز الحسن و مولانا فیض الحسن صاحبان سے اِظہارِ تعزیت کی۔ بعد ازاں اُن کے بیٹوں کے اِصرار پر حضرت نے ناشتہ تناول فرمایا۔ رات 11:00 بجے بخیریت لاہور واپسی ہوئی، والحمدللہ۔

۹رشوال المکرّم/۲۲/اکتوبر سے جامعہ مدنیہ جدید میں درسِ نظامی کے داخلے شروع ہوگئے۔

۱۴رشوال المکرّم/ ۲۷/اکتوبر سے جامعہ مدنیہ جدید میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اَسباق شروع ہوگئے، والحمدللہ۔

۲۷/اکتوبر کو سانده میں مولانا ذکاء الرحمٰن صاحب کے مدرسہ حسن میں بعد عشاء حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب کا اصلاحی بیان ہوا۔

اِسی شب جناب قاضی حبیب الدین صاحب کی صاحبزادی کے نکاح میں شرکت کی اور اُن کے اصرار پر نکاح پڑھایا۔

۲۸/اکتوبر کو محترم الحاج عبدالرحمٰن صاحب باوا انگلینڈ سے تشریف لائے، جناب عبداللطیف خالد چیمہ صاحب چیچہ وطنی والے بھی ہمراہ تھے۔ حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔

اِسی دن پروفیسر میاں محمد افضل صاحب بھی ساہیوال سے تشریف لائے، مولانا امین صاحب اوکاڑویؒ کے صاحبزادے محمد عثمان صاحب و دیگر رُفقاء بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی اور مختلف موضوعات پر گفتگو ہوئی۔

اِسی روز بعد اَز نمازِ مغرب حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے جامعہ مدنیہ جدید میں نئے تعلیمی سال کے آغاز پر طلباء سے اِفتتاحی بیان فرمایا۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 5330310 - 42 - 092 - 5330311 - 42 - 092

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 7726702 - 42 - 092 - 7703662 - 42 - 092

موبائل نمبر 4249301 - 0333

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)